تفسیر تسہیل القرآن

پارہ عم ۔ ۶

از

محمد جلال الدین حسامی کامل

جملہ حقوق　　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　بحق مصنف محفوظ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کردیا ہے پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے ؟ (پ ۲۷ ع ۹)

تفسیر تسہیل القرآن

پارۂ عم نمبر ۶

دہ سورہ (سورۂ فیل تا سورۂ ناس)

از

مولانا محمد جلال الدین صاحب حسامی حیدرآبادی غفرلہ

کامل مولوی فاضل۔ منشی فاضل۔ کمال۔ ایم ایس ایچ جی سی یو ایم۔ طبیب ماہر

مصنف قدر رمضان۔ تفسیر جلالی۔ علم افزا۔ جواز فاتحہ۔ اثبات تقدیر۔ مائیکروفونی نماز

اطباء کا کارنامہ جراحی

باہتمام ابن جلال محمد نعیم الدین حسامی ایڈیٹر پندرہ روزہ اصلاح

بار اول (۱۰۰۰) ۱۳۶۳ھ
بار دوم (۱۰۰۰) ۱۳۸۰ھ
بار سوم (۱۰۰۰) ۱۳۸۶ھ

مطبوعہ
دائرہ الیکٹرک پریس چھتہ بازار

ہدیہ:
RS. NP.
00-50

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

ایک عرصے سے میرا خیال تھا کہ قرآنِ مجید کی تفسیر اس طرح کی لکھوں جس سے مطالب قرآنی بآسانی سمجھے جا سکیں چنانچہ اسی کے پیش نظر عام فہم انداز میں بطرزِ جدید یعنے سوال وجواب کے طور پر تعوذ اور بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ کی سیر حاصل تفسیر لکھی جو ۲۰ کال سائز میں (۱۲۰) صفحات پر مشتمل جو کتابی شکل میں" کتاب التفسیر موسوم بہ تفسیر جلالی" طبع و شائع کی گئی۔

مگر اس خیال سے کہ آج کل قرآنِ مجید سے ناواقفیت تیزی سے عام ہوتی جا رہی ہے میں نے چاہا کہ بجائے اس طرح کی طویل تفسیر کے مختصر اور ضروری تفسیر کے ساتھ قرآنِ مجید کے معنی کو ایسے طریقے پر سمجھایا جائے جس سے معمولی اُردو پڑھنے والے بھی بغیر اُستاد کے بسہولت نہ صرف کلام الٰہی کے لفظی معنی ہی سے واقف ہو جائیں بلکہ الفاظ کو جوڑ کر معنی کرنے کا طریقہ بھی سیکھ لیں۔ اور اس کو مسلسل پڑھنے والا غیر محسوس طور پر نہ صرف اس قابل ہو جائے کہ قرآنِ مجید کا ترجمہ از خود کرنے لگے۔ بلکہ عربی زبان سے بھی اچھی طرح واقف ہو جائے۔ اس لئے اس تفسیر میں پہلے ہر چھوٹے سے چھوٹے لفظ (کو چاہے وہ بار بار بھی آتا ہے مگر ہر بار اس) کے معنی عام فہم اردو میں بتا کر ان الفاظ کو جوڑ جوڑ کر مجموعی معنی کرتے ہوئے آخر میں پوری آیت کا ترجمہ

کر دیا گیا ہے اور جہاں ترجمہ سمجھنے کے لئے تفسیر کی ضرورت معلوم ہوتی ہے وہاں حسبِ ضرورت مختصر مفید تفسیر بھی کر دی گئی ہے اور پھر اس کتاب کے آخر میں بلحاظ حروف تہجی مشکل الفاظ مع معنی الگ بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔

چونکہ اس تفسیر کا طرزِ بیان میری پہلی کتاب "التفسیر" موسوم بہ تفسیر جلالی سے بالکل الگ ہے، اس لئے اس کا نام بھی الگ رکھا گیا۔ تاکہ اس کا کام یعنی قرآنِ مجید کے معنی و تفسیر کے سمجھنے کو آسان اور سہل کر دینا اس کے نام "تفسیر تسہیل القرآن" سے ظاہر ہوتا رہے۔ بعض احباب کے اصرار پر اسی تفسیر کے اس حصہ کو جس میں پارۂ عم کے آخری دس سورے (سورۂ فیل تا سورۂ ناس) ہیں۔ کتابی شکل میں پہلے طبع و شائع کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہ سورے اکثر نمازوں میں پڑھے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی تفسیر بھی کسی قدر تفصیل کے ساتھ مع وجہ نزول لکھ دی گئی ہے تاکہ ان کو پڑھنے کے وقت نماز میں یکسوئی حاصل کرنے کے لئے معنی و مطلب پر توجہ قائم کی جا سکے۔ اس تفسیر میں نہ کسی خاص عقیدے کا پرچار کیا گیا ہے اور نہ کسی پر پھٹکار اس لئے اس کا مطالعہ ہر مکتبِ خیال والے فرما سکتے ہیں۔

اس تفسیر میں صرف قرآنِ مجید بھی پڑھ سکنے کی سہولت باقی رکھنے کے لئے ہر سورے کو تفسیر و ترجمہ کے ساتھ الگ الگ لکھنے کے بجائے یکساں نظر کے ملانے کرنے کیلئے مقابل والے صفحات پر ہی جس قدر سورے آ سکے قرآنی صفحات کے الگ نمبر (جیسے ہر صفحے کے نیچے لکھا گیا ہے) قائم کر کے لکھ دیئے گئے ہیں۔ اور ان کے ترجمے اور تفسیر کے تمام ہونے پر بعد کی سورتوں کو بھی اسی طریقے سے لکھا گیا ہے۔ جس میں یہ تحریری صنعت بھی ظاہر کی گئی ہے کہ اوپر سے قرآن کے ہر سطر کی ابتداء میں جو حرف آیا ہے وہی حرف نیچے سے اپنے مقابل سطر کی ابتداء میں بھی لایا گیا ہے۔ اور یہ ایسی صنعت ہے جو سوائے قرآنِ مجید کے دنیا کی کسی کتاب میں نہیں لائی جا سکتی۔ اگر اس طرح کے سلسلۂ تفسیر تسہیل القرآن کو پسند کیا جائے تو

(محمد جلال الدین حسامی غفرلہٗ)

تفسیر تسہیل القرآن

انشاء اللہ المستعان اسی قدر صفحات میں دوسرے حصوں کی اشاعت بھی جاری کی جاسکے گی جس کو بالاقساط پندرہ روزہ اطلاع میں مسلسل طبع و شائع کیا جارہا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ تفسیر تسہیل القرآن مفید ثابت ہو اور میرے لئے سعادتِ دارین کا باعث بنے۔ آمین

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ؎ زانکہ من بندۂ گنہ گارم

بمقام: حیدرآباد دکن اے پی (انڈیا)
یکم ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ
م یکم مارچ ۱۹۶۸ء

خادمِ قوم:
محمد جلال الدین حسامی حیدرآبادی غفرلہٗ
کامل۔ مولوی فاضل۔ منشی فاضل۔ ایم یو ایچ
طبیب مستند۔ طبیب ماہر

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١﴾ اَلرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ﴿٢﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿٤﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٥﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٦﴾ ع

اگرچہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی سے قرآنِ مجید کی ابتدا ہے لیکن تلاوت سے پہلے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ یعنی جب آپ قرآن

پڑھنا چاہیں تو شیطانِ مردود (کے شر) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ (پ ١٤ ع ١٩) اس لئے اس کے معنیٰ پہلے لکھے جاتے ہیں، اَعُوْذُ۔ میں پناہ لیتا ہوں۔ بِ۔ ساتھ۔ اَللّٰہ۔ ذات باری تعالیٰ کا خاص نام۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔ میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی۔ مِنْ۔ سے۔ شَیْطٰن۔ ابلیس کا نام۔ رَجِیْم۔ دھتکارا ہوا، مردود۔ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ دھتکارے ہوئے شیطان سے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی دھتکارے ہوئے شیطان سے۔

سُوْرَۃُ فَاتِحَہ مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں سات آیتیں ہیں

بِ۔ ساتھ۔ سے۔ اِسْم۔ نام۔ اَللّٰہ۔ ذاتِ باری تعالیٰ کا خاص نام۔ بِسْمِ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ اَلرَّحْمٰن۔ بہت رحم کرنیوالا۔ اَلرَّحِیْم۔ نہایت مہربان۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت رحم کرنے والا نہایت مہربان۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

اَلْ۔ یہاں اس الف۔ لام کے معنیٰ سب۔ تمام کے ہیں۔ حَمْد تعریف۔ اَلْحَمْدُ۔ سب تعریف۔ لِ واسطے۔ اَللّٰہ اللہ تعالیٰ کا نام۔ لِلّٰہِ اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے۔ رَبّ۔ پالنے والا۔ عٰلَمِیْن جمع ہے عَالَم کی۔ یعنی تمام عالم۔ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ پالنے والا ہے تمام عالموں کا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (١) سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے

ے واسطے ہے جو پالنے والا ہے تمام عالموں کا۔ اَلرَّحْمٰنِ ۔ بہت رحم کرنیوالا۔
اَلرَّحِیْمِ ۔ نہایت مہربان۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۲﴾ جو بہت رحم کرنے
والا نہایت مہربان ہے۔ مٰلِكِ ۔ مالک ۔ یَوْمِ ۔ دن ۔ الدِّیْنِ ۔
بدلہ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳﴾ (جو) بدلے کے دن (قیامت) کا مالک
ہے۔ اِیَّاكَ ۔ تیری ۔ نَعْبُدُ ۔ ہم عبادت کرتے ہیں ۔ اِیَّاكَ
نَعْبُدُ ۔ تیری (ہی) ہم عبادت کرتے ہیں۔ وَ ۔ اور ۔ اِیَّاكَ ۔ تجھ سے
نَسْتَعِیْنُ ۔ ہم مدد چاہتے ہیں۔ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۔ اور ہم
تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝
تیری (ہی) ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔
اِهْدِ ۔ بتلا، دکھا ۔ نَا ۔ ہم کو ۔ اِهْدِنَا ۔ بتلا ہم کو۔ الصِّرَاطَ ۔ راستہ
الْمُسْتَقِیْمَ ۔ سیدھا۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ سیدھا راستہ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ بتلا ہم کو سیدھا راستہ۔ صِرَاطَ ۔
راستہ۔ الَّذِیْنَ ۔ جو، جن ۔ اَنْعَمْتَ ۔ انعام کیا ہے تو نے۔ عَلٰی ۔ پر
هِمْ ۔ وہ سب۔ عَلَیْهِمْ ۔ ان سب۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ﴿۶﴾ راستہ ان کا
جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ غَیْرِ ۔ نہ ۔ الْمَغْضُوْبِ ۔ جن پر غضب کیا گیا ہے۔ عَلٰی ۔ پر۔
هِمْ ۔ وہ سب۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ ۔ نہ ان کا (راستہ چلا) جن پر تیرا غصہ کیا گیا ہے۔
وَ ۔ اور ۔ لَا ۔ نہیں، نہ ۔ الضَّآلِّیْنَ ۔ راستہ بھٹکے ہوئے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ ﴿۷﴾ نہ (راستہ) انکا جن پر تیرا غصہ کیا گیا ہو۔ اور نہ ان (لوگوں) کا (راستہ چلا)
جو راستہ بھٹکے ہوئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سورے کو ختم کرنے کے بعد آمین کہیں۔
جس کے معنی ہیں "اے اللہ تو کر"۔

سُوْرَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ خَمْسُ اٰیَاتٍ وَفِیْھَا رُکُوْعٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ
الْفِیْلِ ﴿۱﴾ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ﴿۲﴾ وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا
اَبَابِیْلَ ﴿۳﴾ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ﴿۴﴾ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ﴿۵﴾

سُوْرَۃُ الْقُرَیْشِ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ وَفِیْھَا رُکُوْعٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ﴿۱﴾
اٖلٰفِھِمْ رِحْلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ﴿۲﴾ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ ﴿۳﴾
الَّذِیْٓ اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۔ وَّاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾ ع

سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ سَبْعُ اٰیَاتٍ وَفِیْھَا رُکُوْعٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ﴿١﴾ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ
الْيَتِيمَ ﴿٢﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾
الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ﴿٦﴾
وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ﴿٧﴾

سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾
إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

سُورَةُ الْكٰفِرُونَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴿١﴾ لَا أَعْبُدُ
مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَا أَنَا عَابِدٌ
مَّا عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ
مَا أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴿٦﴾

سورہ فیل مکی ہے۔ جس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وجہ نزول

حبش کے بادشاہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا یمن کے صوبے کا گورنر "ابرہہ" نے جب دیکھا کہ حج کے زمانے میں یمن کے لوگ بھی نذر و نیاز لے کر کعبۃ اللہ کے لئے مکہ معظمہ کو جاتے ہیں تو اس نے چاہا کہ اپنے شہر "صنعا" میں جو یمن کا صدر مقام تھا۔ نہایت خوشنما گرجا بنائے اور لوگوں کو اسکی طرف بلائے۔ چنانچہ اس نے بہت شاندار عمارت بنائی اور چاندی سونے جواہرات سے خوب آراستہ کیا۔ عطر و گلاب سے خوشبودار بنایا اور آنے والوں کے ٹھیرنے کی خاطر ہر طرح کی سہولت والے مسافر خانے تیار کئے۔ پھر اپنی حدود حکومت کے لوگوں کو مجبور کرنے لگا کہ وہ مکہ نہ جائیں بلکہ اس ہمارے بنائے ہوئے کعبہ ہی میں وہ تمام رسوم ادا کیا کریں جو کعبہ میں کئے جاتے ہیں۔ یہ بات مکہ معظمہ کے رہنے والوں کو ناگوار گزری۔ چنانچہ انہی میں سے بنی کنانہ کے قبیلہ کا ایک شخص آکر وہاں کا خدمت گار بنا اور موقع پاکر رات کے وقت بنا بنایا خانہ پھر کے ہر طرف غلیظ کر کے فرار ہو گیا۔ صبح میں "ابرہہ" کو جب اس کی اطلاع ملی تو بہت غصہ ہوا۔ اور چاہا کہ مکہ جا کر کعبۃ اللہ کو گرادے۔ اسی خیال میں تھا کہ پھر دوسرا حادثہ یہ ہوا کہ مکہ والوں ہی کا ایک قافلہ اس مصنوعی کعبہ کے قریب اترا۔ اور ان کے چولھوں میں سے ایک چنگاری اڑ کر "ابرہہ" کے بنائے ہوئے کعبہ کے اسباب و سامان میں جا لگی تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ مصنوعی کعبہ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا اور قافلے والے ڈر کر بھاگ گئے جب اس نے دیکھا کہ اس کی جو یہ محنت بس کر اس طرح ضائع ہو گئی۔ اور دونوں حادثے مکہ والوں ہی سے واقع ہوئے تو وہ شہر مکہ کو ویران کر دینے اور کعبۃ اللہ کو گرا دینے کا پختہ ارادہ کر کے زبردست فوج اور کئی ہاتھی لے کر نکلا۔ مکے والے اس تیاری کے ساتھ اس کے آنے کی اطلاع پاکر پہاڑوں میں جا چھپے۔ جب وہ شہر مکہ کے قریب وادی محسر پہنچ گیا تو سمندر کی طرف سے یکایک سبز رنگ کے چھوٹے پرندے ٹکڑیوں کی شکل

میں نمودار ہوئے جن میں سے ہر پرندہ تین کنکریاں ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں لیا ہوا ہاتھی والوں اور دوسرے فوجیوں کے سروں پر ایک ایک کنکری تاک کر گراتے جاتا جو سر میں گھس کر پورے جسم میں سے جلاتے ہوئے گزر کر اس کے نیچے سے باہر نکل جاتی جس کے بعد ہاتھی اور سوار اور ان کے علاوہ پورے لشکر والے اس کنکر کی وجہ کھائی ہوئی گھانس کی طرح ریزہ ریزہ بن کر منتشر اور برباد ہو گئے۔ جب پہاڑوں میں چھپے ہوئے مکہ والوں نے ان کی یہ تباہی دیکھی تو سب کے سب آکر ان کے مال و اسباب کو لوٹنے لگے۔ اور بہت دولت مند بن گئے۔

یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پیدائش یعنی آپ کی ولادت باسعادت سے پچپن روز پہلے کا ہے اور آپ ہی کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے خانۂ کعبہ کو گرانے سے اور شہر مکہ کو ویران ہونے سے جس طرح بچایا اسے بیان کرنے کے لیے یہ سورہ نازل فرمایا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَ۔ کیا لَمْ۔ نہیں اَلَمْ۔ کیا نہیں۔ تَرَ۔ دیکھتا ہے تو۔ اَلَمْ تَرَ۔ کیا نہیں دیکھا تو نے۔ کَیْفَ۔ کیں۔ فَعَلَ۔ کیا۔ کَیْفَ فَعَلَ۔ کیسا کیا۔ رَبُّ۔ پالنے والا۔ پروردگار کَ۔ تیرا۔ رَبُّكَ۔ تیرا پروردگار۔ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ۔ کیسا کیا تیرے پروردگار نے۔ بِ۔ ساتھ۔ اَصْحٰب۔ یہ جمع ہے صاحب کی۔ یعنی ساتھی۔ والے۔ اَلْفِيْل۔ ہاتھی۔ اَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ ہاتھی والے۔ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ ہاتھی والوں کے ساتھ۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ⓵ کیا (اے پیغمبر) نہیں دیکھا آپ نے (کیا آپ کو معلوم نہیں) کہ کیسا (معاملہ) کیا آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ۔ اَ۔ کیا۔ لَمْ۔ نہیں۔ اَلَمْ۔ کیا نہیں۔

يَجْعَلُ ۔ کرتا ہے۔ لَمْ يَجْعَلْ ۔ نہیں کر دیا۔ اَلَمْ يَجْعَلْ ۔ کیا نہیں کر دیا ۔
كَيْدَ ۔ مکر۔ تدبیر۔ هُمْ ۔ وہ ان سب۔ كَيْدَهُمْ ۔ ان سب (ہاتھی والوں)
کی تدبیر کو۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ ۔ کیا نہیں کر دیا اُن (ہاتھی والوں) کی
تدبیر کو (جو کعبہ کو گرا کر ویران کر دینے کی تھی) فِي ۔ میں ۔ تَضْلِيْلٍ ۔ گمراہ کر دینا۔
غلط اور بیکار کر دینا۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيْلٍ ﴿۲﴾ کیا
ان (ہاتھی والوں) کی تدبیر کو بیکار نہیں کر دیا؟ وَ ۔ اور۔ اَرْسَلَ ۔ بھیجا۔ وَاَرْسَلَ
اور بھیجا۔ عَلٰى ۔ پر۔ هُمْ ۔ اُن۔ عَلَيْهِمْ ۔ ان پر۔ وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ ۔
اور بھیجا اُن (ہاتھی والوں) پر۔ طَيْرٌ ۔ اڑتے جانور۔ پرندے۔ طَيْرًا ۔ پرندے کو۔
وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا ۔ اور بھیجا ان (ہاتھی والوں) پر پرندے کو۔ اَبَابِيْلَ ۔
جوق در جوق۔ ٹکڑیوں کے ٹکڑیاں۔ وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴿۳﴾
اور بھیجا اُن (ہاتھی والوں) پر، پرندے ٹکڑیوں کے ٹکڑیاں۔ تَرْمِيْ ۔ پھینکتے ہیں۔
مارتے ہیں۔ هُمْ ۔ ان سب۔ تَرْمِيْهِمْ ۔ پھینکتے ہیں۔ مارتے ہیں اُن (ہاتھی
والوں) کو۔ بِ ۔ ساتھ، سے۔ حِجَارَةٍ ۔ پتھر۔ بِحِجَارَةٍ ۔ پتھر سے۔
مِنْ ۔ سے۔ سِجِّيْلٍ ۔ یہ لفظ فارسی کے سنگِل سے بنا ہے۔ جو سنگ (یعنی پتھر)
اور گِل (یعنی مٹی) کا مجموعہ ہے۔ چونکہ عربی میں گ نہیں ہوتا۔ اس لئے سنگِل کو سِجِّيْل
کہنے لگے۔ جو مٹی کے ایسے سخت کنکر کو کہتے ہیں جو پتھر جیسا ہوتا ہے۔ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ
مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾ پھینکتے تھے اُن (ہاتھی والوں) کو سخت مٹی کے جیسے پتھر سے۔
فَ ۔ پس۔ پھر۔ جَعَلَ ۔ کر دیا۔ بنا دیا۔ فَجَعَلَ ۔ پھر کر دیا۔ هُمْ ۔ وہ سب۔ فَجَعَلَهُمْ ۔
پھر کر دیا اُن سب (ہاتھی والوں) کو۔ كَ ۔ مانند۔ عَصْفٍ ۔ گھانس۔ كَعَصْفٍ
گھانس کے مانند۔ مَّاْكُوْلٍ ۔ کھایا ہوا۔ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۔ کھائے ہوئے گھانس

کے مانند۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ پھر کر دیا ان سب (ہاتھی والوں) کو کھائے ہوئے گھاس کے مانند (ریزہ ریزہ اور تباہ)

مختصر تفسیر

اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بیان فرما کر یہ بتلایا ہے کہ (۱) قہر الٰہی کی وجہ پتھر جیسے سخت مٹی کے چھوٹے چھوٹے کنکر جو مسور سے بڑے اور چنے سے چھوٹے تھے۔ بھاری لشکر اور بڑے بڑے ہاتھیوں کو اس طرح جلد فنا کرنے والے بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے عذاب کو کیسے برداشت کیا جا سکے گا (۲) اللہ کے گھر کی بے حرمتی جب اس قدر تباہی کا سبب بنی تو اُسی اللہ تعالیٰ کے رسول کی مخالفت کیا کچھ نہ کرے گی (۳) اور اس سے عبرت حاصل کریں کہ جب اللہ تعالیٰ کی تائید ہوتی ہے تو چھوٹے جانور باوجود ضعیف ہونے کے قوی اور بڑے بڑوں کو تباہ کر دے سکتے ہیں (۴) اس لئے مسلمانوں کو اس سے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنی تعداد اور قوت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تائید پر بھروسہ رکھیں (۵) ان پرندوں کے ہجوم کا سمندر کی طرف سے اُمنڈنا اور پھر اس واقعہ کے بعد ویسے ایک پرندے کا بھی نظر نہ آنا یہ بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری اسباب کا محتاج نہیں ہے۔ وہ چاہتا ہے تو خشکی پر رہنے والوں کو سمندر سے لاتا ہے اور مٹی کے ایک چھوٹے سے کنکر میں وہ اثر پیدا کرتا ہے جسے بڑے بڑے عقلمند بھی نہ سمجھ سکیں۔

سورۂ قریش:- مکی ہے اور اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وجہ نزول

مکہ معظمہ کا مقام ریت اور ٹیلوں والا ہونے سے زراعت کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے وہاں نہ اناج پیدا ہو سکتا ہے اور نہ کھجور کے درختوں کے سوا دوسرے میووں کے درخت پائے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی [illegible] کے ساتھ وہاں کے رہنے والوں کو خدا نے کھلاتے رہنے اور امن و چین سے زندگی بسر کرنے کے قابل بنانے

کے احسان کو یاد دلاتے ہوئے اس کے شکر کے طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی اس سورے میں تاکید فرمائی گئی ہے اور چونکہ مکے کے رہنے والوں میں عرب کے قبیلوں سے ایک قریش کا قبیلہ وہ ہے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے۔ علاوہ اس کے خانۂ کعبہ (بیت اللہ یعنی اللہ کے گھر) کے خادم ہونے کی وجہ یہ ایسی بزرگی والے بنے کہ ان کا مقام سب کی پیشوائی کا ہوا، اس لئے اِن پر احسان کرنا تمام عالم پر احسان کرنے کے برابر ٹھیرا۔ لہٰذا ان سے عبادت طلب کرنا بھی تمام اولادِ آدمؑ سے عبادت طلب کرنے کے برابر ہونے کی وجہ قریش کے بارے میں یہ سورہ نازل فرمایا گیا۔

چونکہ بعضوں کو اس سورے کے ترجمے سے مطلب جلد سمجھنے میں تکلف ہوا کرتا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ پہلے اس کا مفہوم لکھا جائے تاکہ اسی مفہوم کو پیشِ نظر رکھ کر ترجمہ کیا جائے۔

مفہوم قریش کے دلوں میں سفر کرنے کی اُلفت و محبت اللہ تعالیٰ نے ایسی پیدا کردی کہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا ان کو سفر مشکل ہی نہیں معلوم ہوتا ہے اس طرح اُنکو سفر کا عادی بنا کر اللہ تعالیٰ نے ایسی سرزمین میں اُن کو رزق فراہم کر لینے کے قابل بنایا۔ جہاں کچھ پیداوار نہ ہونے سے بھوکے رہنا پڑتا تھا۔ اس لئے ان کو چاہیئے کہ اس گھر (کعبہ) والے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں جس نے بھوکے رہنے کے قابل سرزمین میں کھلایا اور اسی اپنے گھر کے خادم ہونے کی وجہ لوٹ مار کے خوف سے امن میں کر دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِ ۔ واسطے ۔ سبب سے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں یہ "لام" قسم کے لئے لایا
گیا ہے ۔ اِیْلٰفِ ۔ اُلفت دینا ۔ محبت دینا ۔ لِاِیْلٰفِ ۔ قسم ہے اُلفت دینے
اور محبت پیدا کردینے کی ۔ اور اگر لِ کے معنی واسطے کے لئے جائیں تو ترجمہ یہ ہوگا ۔
الفت دلانے اور محبت پیدا کردینے کے سبب سے ۔ قُرَیْشٍ ۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے تیرھویں دادا نضر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں ۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝۱
قبیلۂ قریش کے الفت دلائے (مانوس کئے) جانے کے سبب سے یا یہ کہ قسم ہے
قریش کے الفت دیئے جانے کی ۔ مطلب یہ کہ اُس اُلفت کی قسم جو قریش میں
سفر کرنے سے پیدا کردی گئی ہے ۔ اِلٰفِ ۔ الفت و محبت دلانا ۔ جو عادت
بن جانے کا سبب ہو جائے ۔ هُمْ ۔ اُن سب ۔ اِلٰفِهِمْ ۔ اُن سب کا عادی
ہونا ۔ رِحْلَةَ ۔ سفر ۔ الشِّتَاۗءِ ۔ جاڑوں کا موسم ۔ الصَّيْفِ ۔ گرمی کا
موسم ۔ اِلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاۗءِ وَالصَّيْفِ ۝۲ عادی ہوجانا اُن
(قریش کے قبیلے والوں) کا سردی کے موسم اور گرمی کے موسم کے سفر کا ۔ فَ ۔ پس ۔
لِيَعْبُدُوْا ۔ چاہئے کہ عبادت کریں ۔ رَبَّ ۔ پروردگار ۔ والا ۔ هٰذَا اس
الْبَيْتِ ۔ گھر ۔ (یہاں خانہ کعبہ مراد ہے) رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۔ اس
گھر (خانہ کعبہ) والے کی ۔ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝۳ پس
چاہیئے کہ عبادت کریں وہ اس گھر (خانۂ کعبہ) والے کی ۔ الَّذِيْٓ ۔ جو ۔ جس ۔
اَطْعَمَ ۔ کھلایا ۔ هُمْ ۔ وہ سب ۔ اُن ۔ اَطْعَمَهُمْ کھلایا اُن سب کو ۔
الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ ۔ جس نے کھلایا اُن سب کو ۔ مِنْ ۔ سے ۔ جُوْعٍ ۔ بھوک
مِّنْ جُوْعٍ ۔ بھوک سے ۔ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۔ جس نے کھلایا

دیا ان کو بھوک سے۔ یعنی ایسی زمین میں جہاں غلوں کی پیداوار نہ ہونے کی وجہ بھوک سے مرنے کی نوبت آنے چاہیے تھی۔ اُس جگہ ان کو کھلایا۔ وَ۔ اور۔ اٰمَنَ۔ امن دیا۔ وَاٰمَنَ۔ اور امن دیا۔ هُمْ۔ اُن سب۔ وَاٰمَنَهُمْ۔ اور امن دیا ان سب کو۔ مِنْ۔ سے۔ خَوْفٍ۔ خوف۔ ڈر۔ مِنْ خَوْفٍ۔ خوف سے وَاٰمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ (۴) اور امن دیا ان کو (قتل اور لوٹ کے) خوف سے۔

مختصر تفسیر جب اللہ تعالیٰ کسی کو رزق پہنچانا چاہتا ہے تو وہ ایسے اسباب بناتا ہے۔ جن سے ایسے مقام کے رہنے والوں کو بھی تمام ضروریاتِ زندگی کافی مقدار میں فراہم ہوا کرتے ہیں۔ جہاں ان کا پایا جانا محال معلوم ہوتا ہے۔ جیسے اس مکہ معظمہ میں۔ جہاں ریت ہی ریت ہونے کی وجہ غلے کی پیداوار بالکل نہیں ہوتی تو وہاں کے رہنے والوں کے دلوں میں سفر کرنے کی اس قدر اُلفت و محبت پیدا کر دی کہ ان کو ہر موسم میں چاہے گرمی رہے یا سردی۔ تجارت کے لئے سفر کرنے کی عادت ہو گئی۔ چنانچہ وہ جاڑوں کے موسم میں گرم ملک یمن کا سفر کرتے اور گرمی کے موسم میں سرد ملک یعنی شام کا سفر کرتے جس کی وجہ سے دوسرے شہروں سے ہر قسم کے اناج اور میوے مکہ معظمہ میں آنے اور ملنے لگے۔

اور چونکہ قریش کعبے کے خادم تھے اس لئے تمام عرب میں جہاں یہ جاتے اُن کی عزت کی جاتی۔ ان کی خدمت میں تحفے پیش کئے جاتے۔ اور ہر طرف لوٹ مار رہنے کے باوجود ان کو خانہ کعبہ کے خادم ہونے کے سبب کوئی لوٹتا نہ مارتا اور نہ راستوں میں انکے آنے جانے کو روکتا اسلئے یہ نہایت امن کے ساتھ سفر کرتے ہوتے اور اسی بیت اللہ کے طفیل میں ہر طرح کے خوف سے اپنے شہر مکہ میں بھی محفوظ رہ کر امن اور چین کی زندگی بسر کرتے۔

آخر میں فرمایا گیا کہ جس گھر کی وجہ اتنی نعمتیں حاصل ہوئی ہوں۔ اُس

گھر والے اللہ تعالیٰ سے سرکشی درست نہیں۔ اس لئے تم سب کو چاہیئے کہ اس کے شکریہ میں اس گھر (خانہ کعبہ) والے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اور اس میں اگرچہ قریش کا ذکر ہے مگر اس سے تمام مسلمانوں کو بھی یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو نہ بھولیں اور اس کی عبادت میں سرگرم رہیں۔

سورۂ ماعون۔ مکی ہے اور اس میں سات آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وجہ نزول ابوجہل ایک بدترین کافر تھا۔ اس کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ جب کوئی مالدار مرنے کے قریب ہوتا تو یہ اس کے پاس جاکر بہت ہمدردی ظاہر کرتا اور اُسے یہ یقین دلاتا کہ اگر تم اپنا مال میرے حوالے کردو گے تو میں تمہارے یتیم بچوں کی پرورش اور ان کی اچھی نگرانی اور تربیت کروں گا۔ اور تمہارے مرنے کے بعد تمہارے بچوں کو بے سہارا دیکھ کر اہلِ خاندان اگر ان پر زیادتیاں کریں تو بچوں کی طرف سے ان کا مقابلہ کروں گا۔ الغرض ایسی ایسی باتیں کرتا جس سے وہ مرنے والا پورا بھروسہ کرکے اپنا مال اُس کے حوالے کردیتا جسے وہ ظالم پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیتا۔ مگر جب اس کے یتیم اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس ابوجہل کے پاس اپنے مال میں سے کچھ طلب کرنے آتے تو ان سے حقارت کے ساتھ پیش آکر دھکے دے کر مار کر ذلت کے ساتھ نکال دیتا جس کی وجہ وہ ننگے بھوکے دربدر رُلتے ہوئے مارے مارے پھرتے۔ چنانچہ اسی طرح سے ابوجہل کا ستایا ہوا ایک یتیم نہایت بے کسی کی حالت میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر فریاد کرنے لگا تو آپ اس یتیم کی سفارش کے لئے خود ابوجہل کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کو قیامت کے دن کی پوچھ اور عذابِ الٰہی سے ڈراتے ہوئے اس قسم کی حرکات چھوڑنے کی نصیحت فرمائی۔ مگر اُس نے آپ کی

نصیحت نہ مانی اور بدلہ کے دن یعنی قیامت کو جھٹلانا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ وہ

اپنے گھر واپس آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمایا جس کا پہلا نصف اس ابوجہل

کے متعلق ہے تو اس سورے کا آخری نصف منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی

کے متعلق ہے جس میں منافقوں کا حال بتایا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَ۔ کیا۔ رَءَيْتَ۔ دیکھا تو نے۔ اَرَءَيْتَ کیا دیکھا تو نے۔ اَلَّذِیْ جو

یُكَذِّبُ۔ جھٹلاتا ہے۔ اَلَّذِیْ یُكَذِّبُ۔ جو جھٹلاتا ہے اَرَءَيْتَ

الَّذِیْ یُكَذِّبُ۔ کیا دیکھا تو نے اس (ابوجہل) کو جو جھٹلاتا ہے۔

بِ۔ ساتھ۔ کو۔ اَلدِّيْنَ۔ مذہب۔ بدلہ۔ بِالدِّيْنِ۔ مذہب کو۔ بدلے کو۔

اَرَءَيْتَ الَّذِیْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ (۱) کیا دیکھا آپ نے (اے

پیغمبر ﷺ) کو مراد (ابوجہل) جو جھٹلاتا ہے بدلے (کے دن) کو یعنی قیامت کو

یا دین کو۔ فَ۔ پس۔ ذٰلِكَ۔ یہ، وہ۔ فَذٰلِكَ۔ پس یہ وہی ہے

اَلَّذِیْ۔ جو۔ يَدُعُّ۔ دھکے دیتا ہے۔ (اس کا خیال رہے کہ اس لفظ کو "ع"

کی تشدید کے ساتھ پڑھیں ورنہ معنی بدل جاتے ہیں) اَلَّذِیْ يَدُعُّ۔

جو دھکے دیتا ہے۔ اَلْيَتِيْمَ۔ وہ نابالغ لڑکا یا لڑکی جس کا باپ مر گیا ہو۔

يَدُعُّ الْيَتِيْمَ۔ دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ فَذٰلِكَ الَّذِیْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ (۲)

پس یہ وہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ وَ۔ اور۔ لَا۔ نہیں۔ وَلَا۔ اور نہیں۔

يَحُضُّ۔ ترغیب دیتا ہے۔ ابھارتا ہے۔ وَلَا يَحُضُّ اور نہیں ترغیب

دیتا۔ عَلٰی۔ پر۔ طَعَامِ۔ کھانا۔ غذا۔ اَلْمِسْكِيْنِ۔ محتاج۔ جس کے پاس

کچھ نہ رہے۔ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۔ محتاج کو کھانا کھلانے پر۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳ اور ترغیب نہیں دیتا محتاج کو کھانا کھلانے پر۔

اس کے بعد آخر سورے تک عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافقوں کا حال بیان فرمایا جا رہا ہے۔ فَ۔ پس۔ پھر۔ وَيْلٌ۔ خرابی۔ دوزخ کے ایک طبقہ کا نام۔ فَوَيْلٌ۔ پس دوزخ کا عذاب ہے۔ لِ۔ واسطے۔ الْمُصَلِّيْنَ۔ نماز پڑھنے والے۔ لِلْمُصَلِّيْنَ۔ نماز پڑھنے والوں کیلئے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ پس دوزخ کا عذاب ہے ایسے نماز پڑھنے والوں کے لئے الَّذِيْنَ۔ جو۔ هُمْ۔ وہ سب۔ الَّذِيْنَ هُمْ۔ جو کہ وہ سب عَنْ۔ سے۔ صَلَاةِ۔ نماز۔ هِمْ۔ ان سب۔ صَلَاتِهِمْ۔ ان کی اپنی نماز۔ عَنْ صَلَاتِهِمْ۔ اپنی نماز سے۔ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ۔ وہ (لوگ) جو اپنی نماز سے۔ سَاهُوْنَ۔ غفلت کرنے والے۔ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵ جو اپنی نماز سے غفلت کرنے والے ہیں۔ الَّذِيْنَ۔ جو۔ هُمْ۔ وہ سب۔ الَّذِيْنَ هُمْ وہ لوگ جو يُرَآءُوْنَ۔ ریاکاری کرتے ہیں (لوگوں کو دکھانے کے لئے نیک عمل کرتے ہیں۔ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶ (اور) وہ لوگ جو ریاکاری کرتے ہیں۔ وَ۔ اور۔ يَمْنَعُوْنَ۔ منع کرتے ہیں۔ وَيَمْنَعُوْنَ۔ اور منع کرتے ہیں۔ الْمَاعُوْنَ۔ زکوٰۃ۔ برتنے کی چیزیں جیسے سبل کلہاڑی وغیرہ۔ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝۷ اور منع کرتے ہیں زکوٰۃ دینے سے۔ (یا یہ کہ) برتنے کی چیزوں کو روک دیتے ہیں اور نہیں دیتے۔

مختصر تفسیر: وہی انسان بہتر ہوا کرتا ہے جو اپنے خالق (پیدا کرنے والے)

اور مخلوق ہر دو کے حقوق کا خیال رکھے۔ مگر جو شخص مرنے کے بعد زندہ کئے جاکر بدلے کے دن یعنی قیامت میں سزا و جزا ملنے کا یقین نہیں رکھتا۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ عمل کا نتیجہ ظاہر نہیں ہوگا۔ وہ نہ خالق (پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ) کے حقوق (یعنی اُس کی عبادت و فرماں برداری) کا خیال رکھتا ہے۔ اور نہ مخلوق (جو اللہ تعالیٰ کا کُنبہ ہے) کے حقوق (یعنی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے) کا۔ چنانچہ وہ اپنے مال کی محبت میں اس قدر بخیل بن جاتا ہے کہ ضعیفوں پر ظلم کرتا ہے تو بیکسوں یتیموں کو جھڑک کر دھکے دے کر بے دردی کے ساتھ نکال دیتا ہے اور مسکینوں کو خود کھلانا تو کیا چاہے گا کسی کو اس کی ترغیب تک دینا نہیں چاہتا کہ محتاج کو کھانا کھلایا جائے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ فرصت ہوئی تو کبھی کبھار نماز پڑھ لی اور وہ بھی انتہائی بے توجہی کے ساتھ۔ ورنہ دُنیوی کاموں میں مشغول رہ کر اکثر نمازوں سے غفلت کرجاتا ہے اور خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرنے کے بجائے لوگوں کو سنانے اور انھیں دکھانے کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ لوگوں کو عزیز رکھنے والا قرار پاکر خدائے تعالیٰ کی عبادت میں غیر خدا کو شامل کرنے والا بن جاتا ہے۔ اسی کا نام ریاکاری ہے۔ جسے چھوٹا شرک کہا جاتا ہے۔ اسی لیے جس عمل میں ریاکاری ہو وہ بے کار بن جاتا ہے۔ اور لوگوں سے ہمدردی کا جذبہ بھی کبھی مَاعُوْن (یعنی برتنے کی چیزوں کو کسی کی ضرورت کے وقت اس کا کام نکلنے تک عارضی طور پر دینے یا زکوٰۃ سے روکنے والا بنا رہا ہے۔ پس اگر مَاعُوْن سے زکوٰۃ مراد لیجا تو اسے روکنے کی وجہ بے دردی کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ زکوٰۃ دینے میں چونکہ ریاکاری یعنی لوگوں کو بتانے کی نوعیت مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے ریاکار آدمی زکوٰۃ کو روکتے ہیں اور نہیں دیتے اور اگر مَاعُوْن سے مُراد گھر کے

وہ اسباب ہوں جس کی ضرورت عموماً ایک دوسرے کو ہوا کرتی ہے مثلاً ڈول کٹورے وغیرہ جیسی چیزوں کو چند دنوں کے واسطے کام نکلنے تک کے لئے دینے سے انکار کر دینا بھی لوگوں سے بے دردی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے اسے بھی بری خصلت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ الحاصل کسی کے کام نہ آنا اور بیکسوں کے ساتھ بے دردی بھی نیک اعمال کو اکارت اور بیکار کر دیتی ہے اور جو کمزوروں پر زیادتی اور ظلم کرتا ہے۔ اس پر غیبی مار پڑتی ہے۔ والدِ ماجد علامہ محمد حسام الدین فاضل فرماتے ہیں ؎

ظالمو! سمجھو نہ مظلوم ضعیفوں کو ضعیف یہ ہیں اک آہ میں عالم کو جلانے والے۔

اسی لئے پیغمبر ہوں یا اولیاء اللہ سب نے مخلوق کی خدمت اور ضعیفوں کی دستگیری کا سب سے زیادہ خیال رکھا ہے کیوں کہ ؎

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

یعنی مخلوق کی خدمت کرنا ہی طریقت ہے۔ صرف تسبیح پڑھتے رہنے اور جائے نماز کو اختیار کرنے اور گودڑی پہن لینے ہی کا نام طریقت نہیں ہے، چنانچہ آج تک بھی بزرگوں کا "غریب نواز" یا "بندہ نواز" کہلانا طریقت کی حقیقت کو بتا رہا ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ماعون سے کیا مراد ہے تو فرمایا" آگ۔ پانی۔ نمک اور یہ بھی فرمایا کہ جو کسی کو آگ دیتا ہے تو وہ ان تمام چیزوں کے دینے کا بھی ثواب پاتا ہے جو اس آگ پر پکتی ہیں اور نمک دینے کا ثواب بھی اس طرح کا ملتا ہے مطلب یہ کہ جتنی چیزوں میں وہ نمک پڑتا ہے اس کا بھی ثواب ملتا ہے اور پانی دینا اگر ایسی جگہ ہو جہاں پانی کی کمی نہ ہو۔ بلکہ کافی مقدار

میں ملا کرتا ہو تو بھی پانی دینے کی وجہ اُسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر ایسی جگہ کسی کو پانی دیا جائے جہاں پانی نہیں مل سکتا ہے تو پانی دینے والے کو اس قدر زیادہ ثواب ملتا ہے جتنا ایک مرے ہوئے کو زندہ کر دینے کا ہو سکتا ہے۔

سورۂ کوثر۔ مکی ہے اور اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وجہ نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ سے دو صاحبزادے (۱) حضرت قاسمؓ (۲) حضرت عبداللہؓ جن کا لقب طیب طاہر تھا[1] پیدا ہوئے، مگر بچپن ہی میں انتقال کر گئے تو طعن کے طور پر کافر کہنے لگے کہ "یہ پیغمبر (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسل کٹ گئی۔ اب ان کے بعد ان کا نام و نسل ختم ہے اور اس وجہ سے ان کے بعد ان کا دین و مذہب بھی باقی نہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے طور پر یہ سورہ نازل فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ۔ اصل میں یہ اِنَّ (بمعنی بے شک) اور نَا (بمعنی ہم) دونوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی بے شک ہم۔ اَعْطَيْنَا۔ عطا کیا ہم نے۔ كَ۔ تجھ کو

---

[1] بعض لوگ طیب طاہر الگ صاحبزادوں کے نام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ حضرت عبداللہؓ ہی کا لقب ہے۔ ان دو کے سوا تیسرے صاحبزادے کا نام حضرت ابراہیمؓ تھا جو حضرت ماریہؓ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے تھے اور یہ بھی بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی تین صاحبزادے ہوئے تھے۔

اَعْطَیْنٰکَ۔ عطا کیا ہم نے تجھ کو۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ۔ بے شک عطا کیا
ہم نے تجھ کو۔ اَلْکَوْثَرَ۔ یہ لفظ کثرت سے بنا ہے اور بہتی ہوئی چیز کو بھی
کہتے ہیں۔ اور اس حوض کو بھی کوثر کہتے ہیں جس میں جنت کی ایک نہر سے
بہہ کر پانی آئے گا۔ اس لئے یہاں اَلْکَوْثَر کے معنی بہت بھلائیاں بھی
ہو سکتے ہیں اور حوضِ کوثر بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔
دیا ہم نے تم کو کوثر۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ① بے شک ہم نے
آپ کو (حوض) کوثر دیا ہے۔ (یا ہر بھلائی) کثرت (کے ساتھ) عطا کی ہے۔
فَ۔ پس صَلِّ۔ نماز پڑھو۔ فَصَلِّ۔ پس نماز پڑھ۔ لِ۔ واسطے۔
رَبِّ۔ پالنے والا۔ پروردگار۔ کَ۔ تیرے۔ لِرَبِّکَ۔ تیرے (اپنے)
پروردگار کے لیے۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ۔ پس نماز پڑھ اپنے پروردگار کے لیے۔
وَ۔ اور۔ اِنْحَرْ۔ قربانی کر۔ وَانْحَرْ۔ اور قربانی کر۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ②
پس (اے پیغمبر) نماز پڑھئے اپنے پروردگار کے لئے اور قربانی کیجیے۔ اِنَّ۔ بے شک
شَانِئَ۔ دشمن۔ کَ۔ تیرا۔ شَانِئَکَ۔ تیرا دشمن۔ اِنَّ شَانِئَکَ۔ بیشک
تیرا دشمن۔ ھُوَ۔ وہ۔ اَلْاَبْتَرُ۔ نسل کٹا ہوا۔ ھُوَالْاَبْتَرُ۔ وہی نسل کٹا ہوا ہے۔
اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ ③ بے شک آپ کا دشمن (ہی) نسل کٹا ہوا
(بے نام و نشان) ہے۔

مختصر تفسیر کافروں نے یہ سمجھا تھا کہ بیٹوں ہی سے نام باقی رہتا ہے۔ اس
لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صاحبزادے بچپن ہی
میں انتقال کر جانے سے کہنے لگے کہ ان کی نسل ہی نہیں رہی۔ اس لئے ان کا
نام و نشان باقی رہے گا۔ اور نہ ان کا مذہب قائم رہ سکے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو چونکہ

یہ بتلانا بھی مقصود تھا کہ اُمت محمدیہ کا قیامت تک باقی رہنا کسی ظاہری سبب کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید کی وجہ سے ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاحبزادے کو بھی باقی نہ رکھا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ ان کا مذہب ان کے بیٹوں کی وجہ قائم ہے۔ اس سورے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تسلی فرمایا کہ اے محمدؐ! ان کافروں کا یہ سمجھنا کہ آپ کا بیٹا نہ ہونے سے آپ بے نام ونشان ہوجائیں گے غلط ہے۔ ہم نے آپ کو کوثر" یعنی اتنی زیادہ بھلائیاں دی ہیں۔ جو کسی دوسرے پیغمبر کو دی گئیں اور نہ کسی دوسرے انسان کو۔ چنانچہ آپ کو اولاد بھی اتنی زیادہ دی گئی جو بیان سے باہر ہے۔ اور وہ بھی صرف آپ کی ایک ہی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے۔ (اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب کی سب حضرت خدیجہؓ ہی کے بطن مبارک سے جن کے نام (۱) حضرت زینبؓ (۲) حضرت رقیہؓ (۳) حضرت ام کلثومؓ (۴) حضرت فاطمہؓ ہیں۔ عورتوں کے فضائل میں یہ فضیلت بھی شامل ہوسکتی ہے کہ نبی آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد صرف ایک عورت یعنی حضرت فاطمہؓ ہی سے جاری رہی) علاوہ اس کے اور کئی بھلائیاں کثرت سے آپ کو عطا ہوئیں۔ مثلاً اُمت کی کثرت کیونکہ قیامت تک آپؐ کی اُمت باقی رہے گی۔ بخلاف دیگر رسولوں کی اُمتیں بعد کے پیغمبر کے مبعوث ہونے تک ہی باقی رہیں اور اسی وجہ سے نیکیاں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سب سے زیادہ رہیں گی کہ آپ کے ہر اُمتی کی نیکی کا ثواب آپ کے لئے بھی محفوظ ہوتے رہتا ہے۔ کیونکہ اُمتیوں کی نیکیاں آپ ہی کی بتائی ہوئی ہوتی ہیں۔ آپ کو علم کی زیادتی بھی دی گئی ہے۔ چنانچہ آپ کی اُمت میں ایسے نئے علوم بھی عطا ہوئے جو کسی نبی کی اُمت میں نہیں تھے۔ جیسے علم تفسیر علم کلام۔

حدیث۔ صرف۔ نحو۔ فقہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ اور مطالب بھی بیان کئے گئے ہیں۔ یا کوثر سے مُراد وہ حوض ہے جو قیامت کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا۔ جہاں سب پیاسے ہوں گے۔ مگر آپ وہاں آنے والوں میں سے نیک امتیوں کو اس سے سیراب فرمائیں گے جس کا ایک گھونٹ بھی جو پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس کی لذت کبھی بھولی نہ جائے گی۔ ایسی بڑی بڑی عنایات کے دیئے جانے کا ذکر فرما کر شکر کا طریقہ بتلایا گیا کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ یعنی نماز پڑھیں خالص اپنے پروردگار کے لئے اور قربانی کریں۔ اس آیت میں پہلے نماز بعد قربانی کا ذکر ہے۔ اسی لئے عید اضحیٰ میں قربانی کرنے سے پہلے نمازِ عید پڑھنے کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ آخر میں اس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی۔ اور فرمایا کہ میرے حبیب! یہ مُشرکین آپ کو بے نام ونشان والا کہہ رہے ہیں۔ مگر آپ کو تو بہت زیادہ بھلائیاں ہم نے دی ہیں اور اگرچہ آپ کا بیٹا نہیں ہے۔ مگر دینی نسل یعنی آپ کی اُمت قیامت تک برابر باقی رہنے ہے۔ وہاں بے نام ونشان ہونے والا آپ کا دشمن ہی ہوگا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا ہے اور دنیا کے چپہ چپہ میں آپ کے نام لیوا پائے جاتے ہیں۔ اور قیامت تک پائے جاتے رہیں گے۔ اور آپ کی نسل کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ فرمایا ہے حتیٰ کہ ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو اپنے کو سید کہہ کر آپ کی اولاد میں شامل ہونا پسند کرتے ہیں (اگر یہ لعنتی کام ہے کہ ایک نسب سے دوسرے نسب میں چلے جائیں) برخلاف اسکے پہلے تو اُن کافروں کی نسل ہے نہیں جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اَبْتَر۔ یعنی نسل کٹا کہا تھا اور اگر نسل ہوگی بھی تو وہ کافر اس طرح بے نام ونشان

بن گئے کہ کوئی ان کی اولاد میں کا ایسا شخص نہ ہوگا۔ جو خود کو ان کافروں کی اولاد میں کہنا چاہیے۔ الغرض اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہی کافروں کو بے نام و نشان والا بنادیا ہے۔ حضرت والد ماجد فاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

بولہب کوئی، ابوجہل کوئی کہلایا یوں ہی گھٹتے ہیں تری شان گھٹانے والے

نوٹ:- قرآن مجید میں سب سے چھوٹا رکوع اور سب سے چھوٹا سورہ بھی یہی ہے۔ مگر باوجود سب سے چھوٹا ہونے کے وہ حروف اسی میں سب سے زیادہ ہیں جو اس میں صرف ایک ایک بار ہی آئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ت۔ ث۔ ح ش۔ ص۔ ط۔ ع۔ ف۔ ھ۔ لا۔ ء۔ ی۔ جملہ بارہ ۱۲ ہیں۔ علاوہ اس کے حروف "م" ہر سورے میں موجود ہے مگر نہیں ہے تو صرف اسی سورے میں اور یہی ایسا سورہ ہے۔ جس میں صرف ایک پیش آیا ہے۔

سورۂ کافرون:- مکی ہے اور اس میں چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وجہ نزول مشرکین مکہ کے سرداروں نے حضرت عباسؓ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ "اے محمد! تم ہمارے بتوں کو برا نہ کہو اور اس کا اقرار کرلو کہ ہمارے معبود اللہ تعالیٰ کے پاس شفاعت کریں گے اور ہمارے بتوں کی تابعداری اختیار کرلو تو پھر ہم بھی تمہارے معبود کی بزرگی کو مان لیتے ہیں، اور تمہارے خدا کی عبادت شروع کردیتے ہیں جس سے آپس کا اختلاف دور ہو جائے گا۔" اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کہلا بھیجا ہے کہ "ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی پوجا کیجئے۔ اور ایک سال ہم آپ کے اللہ کی عبادت کرلیتے ہیں تو اس سے تمہارا ہمارا جھگڑا مٹ جائے گا۔"

کافروں کے یہ سمجھوتے اگرچہ بعضوں کو معقول معلوم ہو سکتے ہیں. جیسا کہ آج کل کے بعض اسلامی تعلیمات سے ناواقف مسلمان بھی اسی طرح کے اصول کو نہ صرف پسند کرنے لگے ہیں بلکہ انہیں اپنانے بھی لگے ہیں. مگر قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ کافروں سے اس قسم کے راہ و رسم اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہیں. چنانچہ ان خیالات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس سورے کو نازل فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ - کہہ - یٰاَیُّھَا - اے - اَلْکٰفِرُوْنَ - یہ جمع ہے کافر کی یعنی ناشکرے اور اللہ تعالیٰ کو نہ ماننے والے - یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ - اے کافرو۔ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ① کہیئے اے محمدؐ آپ ان کافروں کے جواب میں کہ اے کافرو۔ لَا - نہیں - اَعْبُدُ - میں عبادت کرتا ہوں یا عبادت کروں گا۔ لَا اَعْبُدُ - میں عبادت نہیں کرتا اور نہیں کروں گا۔ مَا - جو - جس - تَعْبُدُوْنَ تم عبادت کرتے ہو یا تم عبادت کریں گے۔ مَا تَعْبُدُوْنَ جس کی تم عبادت کرتے ہیں یا تم عبادت کریں گے۔ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ② میں عبادت نہیں کرتا۔ اور نہیں کروں گا۔ اس کی جس کی تم پوجا کرتے ہیں یا کریں گے۔ وَ - اور - لَا - نہیں - نہ - وَلَا - اور نہ - اَنْتُمْ - تم - عٰبِدُوْنَ - یہ جمع ہے عابد کی - یعنی عبادت کرنے والے - پوجنے والے - وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ - اور نہ تم پوجنے والے ہو - مَا - جو - جس کی - اَعْبُدُ - میں عبادت کرتا ہوں۔ مَآ اَعْبُدُ - جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ③ اور نہ تم پوجنے والے ہو اسے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔

وَ۔ اور۔ لَا۔ نہیں۔ نہ۔ وَلَا۔ اور نہ۔ اَنَا۔ میں۔ عَابِدٌ۔ عبادت کرنے والا۔
اَنَا عَابِدٌ۔ میں عبادت کرنے والا ہوں۔ وَلَا اَنَا عَابِدٌ۔ اور نہ میں عبادت
کرنے والا ہوں۔ مَا۔ جو۔ جس کی۔ عَبَدْتُّمْ۔ پوجا کیا ہے تم نے۔ مَا عَبَدْتُّمْ۔
جس کی پوجا کی ہے تم نے۔ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ﴿۴﴾ اور
نہ تم پوجنے والے ہو۔ اُسے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ لَ۔ واسطے۔ کُمْ۔ تم۔
لَکُمْ۔ تمہارے واسطے۔ دِیْنٌ۔ بدلہ مذہب۔ کُمْ۔ تم۔ دِیْنُکُمْ۔ تمہارا بدلہ۔
تمہارا مذہب۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ۔ تمہارے واسطے تمہارا بدلہ ملے گا۔ وَ۔ اور
لِیْ۔ میرے واسطے۔ وَلِیْ۔ اور میرے واسطے۔ دِیْنِ۔ اصل میں دِیْنِیْ
تھا جس کے معنی ہیں۔ میرا دین یا میرا بدلہ۔ وَلِیَ دِیْنِ۔ اور مجھے میرا بدلہ
ملے گا۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ﴿۵﴾ تم کو تمہارا بدلہ ملے گا۔
اور مجھے میرا بدلہ ملے گا۔

مختصر تفسیر اگرچہ بظاہر اس سورۃ میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ بار بار
آئے ہیں۔ مگر ان کے بار بار لانے میں کئی نکات پوشیدہ
ہیں منجملہ ان کے پاس سے اس مکمل بیزاری اور علیحدگی کو بھی ظاہر کیا گیا ہے جو
زندگی کے ہر زمانہ (موجودہ۔ گزرے ہوئے۔ آنے والے) میں توحید کے ماننے
والوں اور شرک و کفر کرنے والوں کے درمیان ہونی چاہیئے۔ تو اس مقصد
کے لئے جن الفاظ سے اپنے کو شرک و کفر سے بیزار بتایا گیا ہے انہی الفاظ
سے ان کافروں کو بھی جن کا خاتمہ کفر پر ہونے والا ہے۔ معبودِ برحق کی عبادت
سے نفرت رہنے کو انہی زمانوں میں ظاہر کرنے کی خاطر انہی الفاظ کو دُہرایا گیا ہے چنانچہ یہ بتانے کیلئے کہ موجودہ
زمانے میں اور آنیوالے زمانے میں بھی میں اسی کی عبادت پسند کرنیوالا نہیں ہوں جس کی تم موجودہ زمانے میں اور آنے والے زمانے میں

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ
يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴿۱﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ
مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿۲﴾ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿۳﴾
وَّامْرَاَتُهٗ ۚ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿۴﴾ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

کرنے کو پسند کرتے ہو۔ فرمایا گیا لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲﴾ یعنی میں عبادت نہیں کرتا ہوں (زمانہ موجودہ میں) اور عبادت نہیں کروں گا (آنے والے زمانے میں) جس کی پوجا کرتے ہیں (زمانہ موجودہ میں) اور پوجا کریں گے۔ (آنے والے زمانے میں) اس کے بعد چونکہ کافروں کی برعکس حالت کا بیان ضروری ہوتا ہے۔

سُورَةُ الإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝١ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ ۝٤

سُورَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَمِنْ
شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝٣ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝٤
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝٥

سُورَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝١ مَلِكِ النَّاسِ ۝٢ إِلٰهِ النَّاسِ ۝٣
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝٤ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ
صُدُوْرِ النَّاسِ ۝٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝٦

اس لئے فرمایا گیا کہ اے کافرو۔ وَلَا أَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا أَعْبُدُ ۝٣ یعنی اور

تم بھی (موجودہ زمانے میں) پُوجا کرنے والے نہیں ہیں اور (آنے والے زمانے میں بھی) پوجا نہیں کرو گے اُس کی جس کی میں (موجودہ زمانے میں) عبادت کرتا ہوں اور (آنے والے زمانے میں بھی) عبادت کروں گا۔ اب گزرے ہوئے زمانے کی حالت کا بیان باقی رہ جاتا ہے۔ اس لئے آگے فرمایا کہ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ یعنی اے کافرو! تم جن کی پُوجا (گزرے ہوئے زمانے میں کرتے رہے ہیں) کئے ہیں ہیں ان کی عبادت کرنے والا نہیں اس کے ساتھ ہی چونکہ کافروں کی برعکس حالت کا بیان بھی ضروری تھا۔ اس لئے پھر فرمایا گیا کہ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ یعنے اسی طرح اے کافرو میں جس کی عبادت کرتا ہوں تم اُس کی عبادت کرنے والے نہیں ہیں۔ جب کُل زمانوں میں مسلم و کافر کے درمیان پوری طرح کی جدائی کو ظاہر کرکے عمر بھر کا حال بیان کر دیا گیا۔ تب آخر میں اس کا نتیجہ بتایا جاتا ہے کہ نہ تم مشرک و کافر رہتے ہوئے توحید والے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بن سکتے ہو۔ اور نہ میں اللہ تعالیٰ کو ایک کہنے کے باوجود تمہارے بتوں کی پوجا کرکے شرک اختیار کر سکتا ہوں اس لئے فرمایا گیا کہ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِىَ دِيْنِ ۝۶ یعنی تمہارا دین اور طریقہ اے کافرو تمہارے لئے ہے اور میرے لیے میرا دین اور طریقہ ہے۔ مختصر یہ کہ میرا اور تمہارا طریقہ متحد اور ایک نہیں ہو سکتا۔ تم کو تمہارا بدلہ ملے گا۔ اور مجھ کو میرا بدلہ ملے گا۔

نوٹ: تمام سورتوں سے صرف اسی سورے میں حرف س ایک ہی بار آیا ہے۔

سورۂ نصر: مدنی ہے اور اس میں تین آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وجہ نزول جب مکہ فتح ہو گیا اور قبیلوں کے قبیلے آ آ کر مسلمان ہونے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول بنائے جانے کی غرض مکمل ہو جانے

کی خبر دینے کے لیے یہ سورہ نازل فرمایا گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا ۔ جب ۔ جَآءَ ۔ آیا ۔ اِذَا جَآءَ ۔ جب آیا ۔ نَصْرُ ۔ مدد ۔ اللّٰهِ ۔ ذاتِ باری تعالیٰ
کا خاص نام ۔ نَصْرُ اللّٰهِ ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ جب
آئی اللہ تعالیٰ کی مدد ۔ وَ ۔ اور ۔ اَلْفَتْحُ ۔ فتح ۔ مراد فتح مکہ ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ
وَالْفَتْحُ ۔ ① جب آئی اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح ۔ وَ ۔ اور ۔ رَاَيْتَ ۔
دیکھا تو نے ۔ وَرَاَيْتَ ۔ اور دیکھا تو نے ۔ النَّاسَ ۔ لوگ ۔ وَرَاَيْتَ
النَّاسَ ۔ اور دیکھا تو نے لوگوں کو ۔ يَدْخُلُوْنَ ۔ داخل ہوتے ہیں ۔
فِىْ ۔ میں ۔ دِيْنِ ۔ دین ۔ مذہب ۔ اَللّٰهُ ۔ اللہ تعالیٰ ۔ دِيْنِ اللّٰهِ اللہ
تعالیٰ کا دین ۔ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ ۔ داخل ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ
کے دین (یعنی اسلام) میں ۔ اَفْوَاجًا ۔ گروہ ۔ گروہ ۔ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ
اللّٰهِ اَفْوَاجًا ② داخل ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے دین (یعنی اسلام) میں
گروہ گروہ ۔ فَ پس سَبِّحْ ۔ پاکی بیان کرو ۔ فَسَبِّحْ ۔ پس پاکی بیان کرو ۔ بِ ۔ ساتھ ۔ حَمْدِ ۔ تعریف
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ ۔ پس پاکی بیان کرو تعریف کے ساتھ ۔ رَبِّ ۔ پروردگار
پالنے والا ۔ كَ ۔ تیرا ۔ رَبِّكَ ۔ تیرا پروردگار ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
پس پاکی بیان کرو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ ۔ وَ ۔ اور ۔ اِسْتَغْفِرْ ۔
بخشش مانگ ۔ وَاسْتَغْفِرْ ۔ اور بخشش مانگ ۔ هُ ۔ اس ۔ وَاسْتَغْفِرْهُ
اور بخشش مانگ اس (اپنے پروردگار) سے ۔ اِنَّ ۔ بے شک ۔ هُ ۔ وہ ۔ اِنَّهٗ ۔ بیشک
وہ ۔ كَانَ ۔ تھا ہے ۔ تَوَّابًا ۔ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ۔ بڑا معاف کرنیوالا
وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۔ اور بخشش مانگو اس (اپنے پروردگار) سے

بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝
پس پاکی بیان کرو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اور بخشش مانگو اُس (اپنے پروردگار) سے بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔

مختصر تفسیر اس سورے میں چونکہ اسلام کی فتح اور کثرت سے لوگوں کے مسلمان بنتے جانے کی خبر ہے۔ اس لئے صحابۂ کرامؓ اس کے نازل ہونے سے بہت خوش ہوئے مگر حضرت عباسؓ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ رونے لگے۔ جب ان سے کہا گیا کہ اس سے خوش ہونے کے بجائے روتے کیوں ہیں؟ تو جواب دیا کہ اس میں اسلام کا بول بالا ہونے کی خبر ہے۔ مگر درحقیقت یہ بتایا جا رہا ہے کہ جس مقصد یعنی اسلام کی اشاعت کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ وہ پورا ہو چکا ہے۔ اور اس کام کا پورا ہو جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اب دنیا میں نہ رکھے جانے یعنی وفات کی خبر دیتا ہے۔ چونکہ اس سورے کا مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ہو جانے کو ظاہر کر رہا ہے اس لئے رو رہا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس سورے کے نازل ہونے کے چند ہی مہینوں کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ اس لئے آپ پر نازل ہونے والے سورتوں میں یہی سورہ آخری رہا۔

اِسی لئے سورے کے آخر میں یہ ارشاد ہوا کہ جب آپ اپنے فرائض تبلیغ سے فارغ ہو چکیں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تعریف بیان کیجئے جس سے یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو کامیابی پر تو غرور نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس سے بخشش مانگنے میں مشغول ہونا اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول بناتا ہے اور وَاسْتَغْفِرْهُ (یعنی بخشش مانگو اُس خدا تعالیٰ سے) فرمانے سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اے محمد اب اپنی اُمت کے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے تاکہ آپ کو شفاعت کا مرتبہ بھی حاصل ہو جائے۔

اس سورے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے (نَصْرُ اللّٰهِ) یعنی اللہ کی مدد کا ذکر کر کے بعد فتح حاصل ہونے کو بیان فرما کر یہ بتادیا کہ فتح کا حاصل ہونا اسی وقت ہوتا ہے۔ جبکہ پہلے سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال رہے۔ لہٰذا جو لوگ فتح کو اپنی ہی کوشش کی وجہ سے سمجھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔

نوٹ: تمام سورتوں میں سے صرف یہی سورہ ایسا ہے جس میں حرف "م" صرف ایک بار آیا ہے۔

سورۂ لہب مکّی ہے اور اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وجہ نزول جب اللہ تعالیٰ نے مکہ میں آیت **وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ** یعنی (اے محمد!) اپنے نزدیک کے ناتے رشتے والوں اور برادری کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیے (پ ۱۹ ر ۱۵) نازل فرمائی تو آپ صفا کے پہاڑ پر گئے اور اپنے قرابت داروں کو آواز دے کر بلایا۔ جب آپ کے قبیلے کے لوگ جمع ہوگئے۔ تب ان سے فرمایا کہ "اگر میں تم سے یہ کہوں کہ ایک بڑا لشکر تمہیں لوٹنے کے لئے اس پہاڑ کے پیچھے کھڑا ہوا ہے تو تم اسے یقین کروگے یا نہیں؟ سب یک زبان ہوکر کہنے لگے "بے شک ہم یقین کریں گے کیونکہ تم ہمیشہ سچ ہی کہتے ہو۔" تب آپ نے فرمایا کہ ان بتوں کی پوجا چھوڑدو۔ اور اللہ تعالیٰ کو ایک کہو۔ اور اسی کو اپنا معبود اور مجھے اس کا رسول مانو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو میں اس بات سے تم کو ڈراتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوجاؤگے۔" یہ سننے سے ابولہب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوتیلا چچا تھا، سب سے زیادہ خفا ہوگیا۔ اور کہا **تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟** یعنے ہلاکت ہو تیرے لئے کیا اسی واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا۔" تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبَّتْ۔ ہلاک ہوگئے۔ یَدَا۔ دونوں ہاتھ۔ اس کا واحد یَدٌ۔ (ہاتھ) ہے۔
تَبَّتْ یَدَا۔ ہلاک ہوگئے دونوں ہاتھ۔ اَبِیْ لَھَبٍ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اُس چچا کی کنیت ہے جس کا نام عبد العزیٰ تھا۔ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ۔
ہلاک ہوگئے دونوں ہاتھ ابو لہب کے۔ وَ۔ اور تَبَّ۔ وہ ہلاک ہوا۔ وَتَبَّ۔
اور وہ (خود بھی) ہلاک ہوا۔ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ① ہلاک ہوگئے
دونوں ہاتھ ابولہب کے اور (خود) وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ مَا۔ نہیں۔ اَغْنٰی۔ کفایت
کیا۔ کام آیا۔ مَآ اَغْنٰی۔ نہیں کام آیا۔ عَنْ۔ سے۔ ہٗ۔ اُس۔ عَنْهُ۔ اُس
مَآ اَغْنٰی عَنْهُ۔ اُس کے کام نہ آیا۔ مَالُ۔ مال و دولت۔ ہٗ۔ اُس۔ مَالُهٗ
اُس کا مال۔ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ۔ اُس کے کام نہ آیا اُس کا مال۔ وَ۔ اور
مَا۔ جو۔ وَمَا۔ اور جو۔ کَسَبَ۔ اُس نے کمایا۔ وَمَا کَسَبَ۔ اور جو اس نے
کمایا۔ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ ② اُس کے کام نہ آیا اُس کا
مال (یعنی سرمایہ) اور نہ وہ جو اُس نے کمایا۔ (جس سے مراد نفع اولاد ہے) سَ۔ قریب
میں جلد۔ یَصْلٰی۔ داخل ہوگا۔ سَیَصْلٰی۔ قریب میں داخل ہوگا۔ نَارًا۔ آگ۔
سَیَصْلٰی نَارًا۔ قریب میں داخل ہوگا آگ میں۔ ذَاتَ۔ والا۔ صاحب۔
لَھَبٍ۔ شعلہ۔ ذَاتَ لَھَبٍ۔ شعلہ والی۔ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ ③
قریب میں داخل ہوگا شعلہ والی آگ (دوزخ) میں۔ وَ۔ اور۔ اِمْرَاَۃُ۔ عورت
ہٗ۔ اُس۔ وَامْرَاَتُهٗ۔ اور اُس کی عورت (یعنی ابولہب کی بیوی جس کا نام اُم جمیل تھا)
حَمَّالَ۔ بوجھ اٹھانے والا۔ حَمَّالَۃَ۔ بوجھ اٹھانے والی۔ الْحَطَبِ۔ جلانے
کی لکڑی۔ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ۔ لکڑیاں اٹھانے والی۔ وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَۃَ

الْحَطَبِ ﴿۴﴾ اور اس (ابولہب) کی عورت (بھی جو) لکڑیاں اٹھانے والی ہے۔ فِيْ۔ میں جِيْدِ۔ گردن۔ هَا۔ اس۔ عورت۔ جِيْدِهَا۔ اس عورت کی گردن۔ فِيْ جِيْدِهَا۔ اس (ابولہب کی) عورت کی گردن میں۔ حَبْلٌ۔ رسی۔ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ۔ اس کی گردن میں رسی ہے۔ مِنْ۔ سے۔ مَسَدٍ۔ کھجور کے چھال کی بٹی ہوئی رسی۔ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ اس (ابولہب کی) عورت کی گردن میں کھجور کے چھال کی بٹی ہوئی رسی ہے۔

مختصر تفسیر ابولہب اپنے ہاتھوں کو نچا نچا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سورے میں فرمایا کہ "میرے حبیب! وہ جن اپنے دو ہاتھوں کو آپ کی مخالفت میں استعمال کرتا ہے" وہ دونوں اس کے ہاتھ ہلاک ہوگئے" اور آپکے اسلام پیش کرنے پر آپ کو بطورِ بددعا تَبًّا لَّكَ (غارت ہوجا) کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اے پیغمبر! وہ کافر آپ کو ہلاک ہونے کی بددعا دیتا ہے۔ وہ خود ہی ہلاک ہوگیا"۔ چنانچہ ابولہب کو ایسا مرض ہوگیا جس سے اہلِ عرب بہت نفرت کرتے اور جس بیماری کے لگ جانے سے بہت گھبراتے تھے۔ اس لئے وہ نہایت بیکسی کی حالت میں مرگیا۔ یہ آپ کی بردباری کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے اسی ابولہب کے کہے ہوئے تَبًّا لَّكَ ہی کے مانند جملہ تَبَّتْ يَدَا فرماکر اس کا جواب دیا۔ اسی واقعہ کو حضرت والدِ ماجد علامہ محمد حسام الدین فاضل علیہ الرحمۃ نے صوفیانہ رنگ میں بہت خوب فرمایا ہے ؎

ابولہب نے جو تَبًّا لَّكَ کہا تجھ کو ۔۔۔ کلام سخت سے دل پر ترے لگائی چوٹ

کہا خدا نے کہ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ ۔۔۔ جواب کس نے دیا اور کس نے کھائی چوٹ

ابولہب کو جب اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا جاتا تو وہ کہتا کہ "میرے پاس مال و اولاد، نوکر چاکر بہت ہیں جنہیں اپنے عوض دے کر نجات حاصل کرلوں گا" تو اس سورے میں فرمایا گیا کہ اس کا خیال غلط ہے

آخرت میں تو نہ مال اس کے کام آسکتا ہے نہ اس کی کمائی جس سے مراد اولاد اور نوکر چاکر لیے گئے ہیں کیونکہ ان کا حاصل ہونا بھی کمائی کی طرح سے ہوتا ہے۔ اور ان تمام چیزوں کا بیکار بن جانا اس طرح ثابت ہوگا کہ وہ عنقریب ایسی آگ میں داخل ہوگا جو اس کی کیفیت ابولہب اور اس کے چمکتے چہرے سے مناسبت رکھتی ہے یعنی شعلہ والی آگ جو بہت جلد جلانے والی ہوتی ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض نام کسی چیز والے کی صفات کو ظاہر کرنے کے لیے بھی رکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابولہب کے متعلق بھی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بہت گورا ہونے کی وجہ سے اس کے چہرے کی رنگت شعلے جیسی معلوم ہوتی تھی۔ اس لیے اس کے والد نے اس کی کنیت ابولہب یعنی شعلے والا مقرر کی تھی۔ مگر اس کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس کا اس قدر روشن چہرہ نورانی سمجھے جانے کے بجائے اس سورت میں اس کی اسی کنیت کے لفظ لہب یعنی شعلے کو دوزخ کی آگ کے شعلے والا بتایا گیا ہے۔

اس کی بیوی ام جمیل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے میں اپنے شوہر کی طرح بہت آگے آگے رہتی تھی کہ جنگل سے کانٹوں کے گٹھے باندھ کر خود اپنے سر پر رکھ کر اس کی باقی رسی کو اپنی گردن میں لپیٹ لیتی تھی۔ اور ان کانٹوں کو لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سامنے پھیلا دیا کرتی تاکہ جب آپ گھر سے نکلیں تو کانٹے چبھیں۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ گٹھا اسی طرح لا رہی تھی کہ گٹھا سر سے ڈھلک کر پیچھے گر گیا۔ اور وہ رسی جو کھجور کے چھال کی بٹی ہوئی تھی اس کے گلے میں پھنس گئی جس سے وہ مر گئی۔ چنانچہ اسی انجام کو آخر سورت میں بیان فرمایا کہ ابولہب کی عورت جو ایندھن (کانٹے) اٹھانے والی ہے۔ وہ دوزخ کا ایندھن بنے گی اور چونکہ اس نے اپنے گلے کے قیمتی ہار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکت کیلئے خرچ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اس لیے آپ کو تکلیف پہنچانے کیلئے لائے جانے والے گٹھے کی رسی کو ہی اس کے گلے کا ایسا ہار کر دیا جس سے دم گھٹ کر وہ مر گئی۔

مفید اشارے

(۱) جو ستایا جائے مگر بدلہ نہ لے اور بردباری اختیار کرے تو اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ لیا کرتا ہے۔ جو اس بندے کے بدلہ لینے سے زیادہ تکلیف دہ ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ ابولہب سے اللہ تعالیٰ نے بدلہ لیا۔ (۲) مال و اولاد۔ جاہ و مرتبہ پر فخر نہ کرنا چاہیے۔ یہ چیزیں آخرت میں نجات دلانے والی نہیں ہوتیں (۳) انسان کی خوبی اس کے حسن و جمال کی بنا پر نہیں ہے کیونکہ وہی حسن تو بدل نورِ الٰہی بن سکتا ہے جس کے ساتھ نیک عمل ہی ہو۔ ورنہ وہی گورا پن دوزخ کی آگ کے شعلے کی صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اس ابولہب کے لیے ہوا (۴) عموماً بُروں کو بیوی بھی بُری ہی ملتی ہے۔ چنانچہ ابولہب جتنا اشد کافر تھا اس کی بیوی ام جمیل بھی ویسی ہی دشمن اسلام اور دشمن رسول تھی (۵) جو کسی چیز سے ناحق کسی کو ستاتا ہے وہی اس کے حق میں ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔ جیسے ام جمیل جو گٹھا لاتی تھی وہی گٹھا اس کے لئے پھانسی بنا (۶) ایک اور بات جو اگرچہ بعضوں کو انوکھی معلوم ہوگی۔ مگر چونکہ عبرت کے قابل ہے۔ اس لئے لکھی جاتی ہے کہ ابولہب جیسے کافر کچھ بے وقوف نہ تھے عقلمند اور دوراندیش تھے۔ ان کا اسلام سے انکار کرنے میں اتنی شدت اختیار کرنا اس لیے نہ تھا کہ وہ آج کل کے جیسے رسمی مسلمان بننا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ اس لئے تھا کہ اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے کی وجہ وہ سچے مسلمان بن کر بتوں کے مقابل اللہ و رسول کی محبت اختیار کرنے اور احکام اسلام کی کما حقہ فرمانبرداری کو اپنی ازلی بدبختی کی وجہ پسند نہ کرتے تھے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ کافر تو اسلام اختیار کرنے کی ذمہ داریوں کو محسوس کریں مگر آج کل مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ۔

حق کی طاعت نہیں اسلام کا کچھ پاس نہیں
کیا تباہی ہے کہ پستی کا بھی احساس نہیں

سورۂ اخلاص: مکّی ہے۔ اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

وجہ نزول مکّہ کے بعض مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ "تم ہمارے خداؤں میں تو طرح طرح کے عیب بتاتے ہو۔ مگر یہ بتاؤ کہ تمہارے خدا کی صفات کیا ہیں۔ وہ کسی سے پیدا ہوا اور اُس سے کیا پیدا ہوا اور اُس کے مددگار کون کون ہیں؟" تو اُن کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس سورے کو نازل فرمایا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلْ۔ کہہ۔ هُوَ۔ وہ۔ قُلْ هُوَ۔ کہہ وہ۔ اَللّٰهُ۔ ذات باری تعالیٰ کا خاص نام۔ اَحَدٌ۔ ایک۔ اَللّٰهُ اَحَدٌ۔ اللہ ایک ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① کہو (اے محمدؐ! آپ فرمائیے کہ) وہ (پیدا کرنے والا جس کے متعلق تم دریافت کر رہے ہو) اللہ (ہے جو اکیلا) ایک ہے۔ اَللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ۔ اَلصَّمَدُ۔ بے نیاز۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② (اور) اللہ (ایسا) بے نیاز ہے (کہ وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب اُس کے محتاج ہیں) لَمْ۔ نہیں۔ یَلِدْ۔ جنتا ہے۔ لَمْ یَلِدْ۔ نہیں جنا۔ یعنی اس (اللہ تعالیٰ) کو کوئی اولاد نہیں۔ وَ۔ اور لَمْ۔ نہیں۔ وَلَمْ۔ اور نہیں یُوْلَدْ۔ جنا یا گیا۔ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ اور نہیں جنایا گیا۔ یعنی وہ (اللہ تعالیٰ) کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ③ نہیں جنا اور نہیں جنا یا گیا۔ (یعنی اس اللہ تعالیٰ کو نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے) وَ۔ اور۔ لَمْ۔ نہیں۔ وَلَمْ۔ اور نہیں۔ یَکُنْ۔ ہوتا ہے۔ اور ہوگا۔ وَلَمْ یَکُنْ۔ اور نہیں ہے۔ لَ۔ واسطے۔ ہٗ اُس۔ لَهٗ۔ اُس کے واسطے۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ۔ اور نہیں ہے۔ اُس کے لئے۔ کُفُوًا۔ برابر کا۔ جوڑ والا۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا۔ اور نہیں ہے اس کے لیے برابر کا۔ اَحَدٌ۔ کوئی۔ ایک بھی۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ④ اور نہیں ہے کوئی بھی اُسکے برابر کا۔

مختصر تفسیر

اللہ تعالیٰ کے متعلق دنیا میں جتنے باطل عقیدے رکھنے والے ہیں اُن سب کا جواب ان آیات میں دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کائنات از خود پیدا ہوگئی ہے اور اِس کا چلانے والا کوئی نہیں ہے تو اُن کے جواب کے لئے **ھُوَ** یعنی "وہ" کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ پیدا کرنے والا یقیناً ہے۔ جب ہی تو اس پیدا کرنے والے کی طرف اشارے کے طور پر **ھُوَ** (یعنی وہ) کہا جا رہا ہے اور بعض لوگ وہ ہیں جو پیدا کرنے والے کو تو تسلیم کرتے ہیں اور اُسے ایک بھی مانتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ اس کائنات کی اشیاء میں جو تاثرات ہیں وہ اُس کے پیدا کرنے والے کی وجہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ دیگر اسباب کی وجہ سے ہر چیز میں اثرات آجایا کرتے ہیں۔ تو اس کا جواب ایسے لفظ سے دیا گیا ہے جو پیدا کرنے والے کی، سب کمال والی صفتوں کو بتا دے اور وہ "**اللہ**" کا لفظ ہے جو ایسے پیدا کرنے والے کے لئے ہی بولا جاتا ہے جو ہر چیز میں تاثیر بخشنے اور ہر طرح کی قدرت والا بھی ہو۔ اور ایسے عقیدے والے جو اس کائنات کے پیدا کرنے والے کو ایک نہیں مانتے بلکہ کئی خدا سمجھتے ہیں۔ ان کے جواب کے لئے **اَحَدٌ** (ایک) کہہ کر یہ بتا دیا کہ خدا کا ایک سے زیادہ ہونا تو غلط ہی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ایسا یکتا ہے جس کے اجزاء عقلی طور پر بھی نہیں ہیں کیونکہ عربی میں **وَاحِدٌ** ایسے ایک کو کہتے ہیں جس کے اجزاء یعنے آدھا۔ پون یا پاؤ وغیرہ بن سکیں مگر **اَحَدٌ** کہہ کر یہ بتا دیا کہ وہ ایسا ایک ہے جس میں نہ کسی قسم کی تقسیم ممکن ہے اور نہ اس میں کسی طرح کی شرکت کا تصور تک ہو سکتا ہے۔ اور ایسی یکتائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذاتِ پاک میں پائی جا سکتی ہے اور جو لوگ مخلوق کی طرح خدا کے واسطے بھی بیوی رکھنے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس کے لئے یار و مددگار کا بھی ہونا ضروری خیال کرتے ہیں ان کے جواب میں **اَلصَّمَدُ** (بے نیاز) کا لفظ فرمایا گیا جو ہر قسم (مثلاً بیوی کی ضرورت یا یار و مددگار) کی محتاجی کی نفی کرتا ہے اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز کسی نہ کسی طرح سے ایک دوسرے کی محتاج ہے تو عقل کو ماننا پڑتا ہے کہ ایک ایسی ذات کا موجود ہونا لازمی ہے جس پر سب کی

محتاجی ختم ہو اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو تو اس صفت کو بھی اللہ تعالیٰ کے لیے اسی آیت میں ثابت کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ صَمَدْ کے معنی ایسے بے نیاز کے ہیں۔ جس کے سب محتاج ہوں۔ مگر وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ پس اَللّٰہُ الصَّمَدُ کے معنی یہ بھی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب اس کے محتاج ہیں اور جو ایسی صفت رکھنے والا ہو۔ اس کے وجود کو (جیسا کہ اوپر بیان ہوا) عقل بھی چونکہ لازمی قرار دیتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا بھی اس سے ثابت ہوتا ہے اور یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں۔ اس لیئے ان کی بھی تردید اسی سورے میں لَمْ يَلِدْ اس (اللہ تعالیٰ کو کوئی اولاد نہیں) سے کردی گئی۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کو بیٹا رہے تو وہ اس کا شریک بنے گا۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ کو بیٹے والا کہنا گویا اُس کے شریک ہونے کو ماننا ہے جو بنیادی طور پر غلط ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا بے نیاز ہونا جب ضروری قرار پاچکا ہے تو اسے پیدا ہونے والا کہنا گویا اپنے ظاہر ہونے میں اپنے باپ کا محتاج ثابت کرے گا۔ اس لیے اس کے بعد وَلَمْ يُولَدْ۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ) کسی سے پیدا بھی نہیں ہوا۔ فرمایا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر طرح کی بے نیازی کا اقرار ہو جائے۔ اب رہا وہ عقیدہ جو مجوسیوں (آگ کی پوجا کرنے والوں) کا ہے کہ خدا دو ہیں۔ ایک "یزداں" جو اچھائیاں پیدا کرتا ہے۔ دوسرا "اہرمن" ہے۔ جو برائیاں پیدا کرنے والا ہے اور ان کے عقیدے میں یہ بھی ہے کہ ان دونوں برابر کے خداؤں میں جھگڑا بھی رہتا ہے تو جب یزداں غالب ہوتا ہے تو دنیا میں بھلائیاں غالب ہوتی ہیں۔ اور اگر اہرمن غالب ہو جائے تو ہر طرف برائیاں پھیل جاتی ہیں تو اس عقیدے کی رد میں وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (اور نہیں ہے کوئی بھی اس کے برابر کا) بیان کیا گیا۔ تاکہ معلوم ہو کہ وہی خدا ہو سکتا ہے۔ جو مختارِ کل ہو اور وہ کبھی غالب کبھی مغلوب بننے والا ہو۔ بلکہ ہمیشہ غالب ہی غالب رہنے والا ہو۔ الغرض اس مختصر سورے میں ان تمام

دلائل کو یکجا کر دیا گیا ہے، جن سے شرک کو باطل اور توحید کو ثابت کر دیا جا سکتا ہے۔

نوٹ: اور یہی ایک ایسا سورہ ہے جس میں صرف ایک ہی زیر آیا ہے۔

سورہ فلق:- مدنی ہے۔ اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

معوذتین کے نزول کی وجہ[1] ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے جس میں بعض اوقات آپ جو کام نہ کرتے اُسے ایسا سمجھتے تھے کہ اس کام کو میں نے کیا ہے۔ جب چھ مہینے تک یہی حالت رہی تب آپ کے خواب میں دو فرشتے آئے جن میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ "اس رسول کو کیا ہو گیا ہے"۔ دوسرے فرشتے نے جواب دیا کہ "لبید بن عاصم" یہودی نے ان کا بال لے کر ان کی کنگھی کے دندانوں میں اپنی لڑکیوں سے گیارہ گرہیں لگوا کر ان پر جادو کروایا ہے۔ اور اُسے "بیر ذروان" (ایک باؤلی کا نام) میں پتھر کے نیچے دبا دیا ہے"۔ اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور چند صحابہؓ کو ساتھ لے کر اس کنوئیں کے پاس پہنچے جس کا پتہ اس خواب میں معلوم ہوا تھا اور پتھر کے نیچے سے اُسے نکلوا دیا۔ تب حضرت جبرئیل علیہ السلام معوذتین کی (یعنی سورہ فلق کی پانچ آیتیں اور سورہ ناس کی چھ) جملہ گیارہ آیتیں لے کر نازل ہوئے جس کے بعد آپ ایک ایک آیت پڑھ کر ایک ایک گرہ پر جیسا جیسا پھونکتے وہ جادو کی گرہ کھلتی جاتی۔ اس طرح سب گرہیں کھل گئیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تندرست ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جادو کا اثر ہر ایک پر ہو سکتا ہے۔

---

[1] سورہ فلق اور سورہ ناس کو معوذتین کہتے ہیں چونکہ ہر دو سورتوں کے نزول کی وجہ ایک ہی ہے۔ اس لیئے ایک ہی جگہ ان کا وجہ نزول لکھ دیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ۔ کہہ۔ اَعُوْذُ۔ میں پناہ لیتا ہوں۔ قُلْ اَعُوْذُ۔ کہہ میں پناہ لیتا ہوں۔ بِ۔ ساتھ۔ کی۔ رَبِّ۔ پالنے والا۔ الْفَلَقِ۔ صبح۔ (کی سفیدی) بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ صبح کے پروردگار کی۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① کہہ (اے محمد آپ کہئیے) میں پناہ لیتا ہوں صبح کے پروردگار کی۔ مِنْ۔ سے۔ شَرِّ۔ برائی۔ مِنْ شَرِّ۔ برائی سے۔ مَا۔ جو۔ خَلَقَ۔ اس نے پیدا کیا ہے۔ مَا خَلَقَ۔ جو اس نے پیدا کیا ہے۔ یعنی تمام مخلوق۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ② تمام مخلوقات کی برائی سے۔

وَ۔ اور۔ مِنْ۔ سے۔ شَرِّ۔ برائی۔ غَاسِقٍ۔ اندھیرا۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ۔ اور اندھیرے کی برائی سے۔ اِذَا۔ جب۔ وَقَبَ۔ وہ چھا جائے۔ اِذَا وَقَبَ۔ جب وہ چھا جائے۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ③ اور اندھیری (رات) کی برائی سے جب وہ چھا جائے۔ وَ۔ اور۔ مِنْ۔ سے۔ شَرِّ۔ برائی۔ وَمِنْ شَرِّ۔ اور برائی سے۔ النَّفّٰثٰتِ۔ پھونکنے والیاں۔ فِی۔ میں۔ الْعُقَدِ۔ گرہیں۔ فِی الْعُقَدِ۔ گرہوں میں پھونکنے والیاں۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ④ اور برائی سے گرہوں میں پھونکنے والیوں کی (اس سے لبید بن عاصم یہودی کی لڑکیاں مراد ہیں جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرتے ہوئے گرہ دے کر پھونکا تھا۔ اس کی تفصیل اوپر لکھی گئی ہے)۔

وَ۔ اور۔ مِنْ۔ سے۔ شَرِّ۔ برائی۔ وَمِنْ شَرِّ۔ اور برائی سے۔ حَاسِدٍ۔ حسد کرنے والا۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے۔ اِذَا۔ جب۔ حَسَدَ۔ وہ حسد کیا۔ اِذَا حَسَدَ۔ جب وہ حسد کیا۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑤ برائی سے حسد کرنے والے کی جب وہ حسد (ظاہر) کرے۔

مختصر تفسیر جس طرح کوئی شخص کسی کے نوکر سے ڈرتا ہے تو اُس کے نقصان سے بچنے کے لیے اس کے آقا کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ اسی طرح اس اس میں جن جن کی برائیوں کا ذکر ہے اُن سے انہی کے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہی گئی ہے۔ بعضوں نے شَرِّ مَا خَلَقَ (تمام مخلوقات کی برائی) سے مراد بدترین مخلوقات یعنی شیطان مراد لیا ہے۔ کیونکہ یہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورے میں حسد کی برائی سے پناہ طلب کرنے کو حسد ظاہر ہونے پر موقوف رکھا ہے کیونکہ حقیقت بھی یہ ہے کہ ایسے ہی حاسد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا موزوں ہوتا ہے جو اپنے حسد (یعنی کسی سے اس کی نعمت زائل ہوجانے کی آرزو) کو عملی جامہ پہنانے لگے۔ حسد ہی وہ پہلا گناہ ہے جو آسمانوں پر بھی سب سے پہلے ہوا۔ اور وہ حضرت آدم علیہ السلام پر ابلیس کا حسد تھا۔ اور یہی وہ گناہ ہے جو زمین پر بھی ہوا۔ چنانچہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد ہی کی وجہ قتل کر ڈالا تھا۔ اس کے علاوہ اختلافات میں بھی زیادہ تر حسد ہی کا دخل پایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اُمّتِ محمدیہ میں جنتی ایک فرقے کے سوا باقی بہتر فرقے دوزخی ہونے کی مسند حنبل اور ابوداؤد میں جو روایت ہے۔ وہ بھی حسد کے ابجدی اعداد (ح ۸ + س ۶۰ + د ۴ = ۷۲) کے مجموعے کے برابر ہی ہیں۔ جس سے بھی گویا یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلام کی فرقہ بندی میں بھی حسد کا اثر ضرور موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اگر حسد کی برائی سے زیادہ عالَم میں کوئی بُری چیز ہوتی تو یہ سورہ اسی پر ختم ہوتا۔

حسد اس لیے برا ہے کہ اس میں دوسرے سے اس کی نعمت زائل ہوجانے کی آرزو ہوا کرتی ہے۔ مگر جب یہ آرزو ہو کہ دوسرے کے جیسی نعمت خود کو بھی حاصل ہو تو وہ "غبطہ" کہلاتا ہے جو برا نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں دوسرے سے اس کی نعمت زائل ہونے کی آرزو نہیں ہوا کرتی۔

سورۂ ناس :- مدنی ہے اس میں چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

قُلْ - کہہ - اَعُوْذُ - میں پناہ لیتا ہوں۔ قُلْ اَعُوْذُ - کہہ میں پناہ لیتا ہوں۔ بِ - ساتھ - کی - رَبِّ - پالنے والا - پروردگار اَلنَّاسِ - لوگ - بِرَبِّ النَّاسِ - لوگوں کے پالنے والے کی۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① کہہ اے محمدؐ آپ کہیے) میں پناہ لیتا ہوں لوگوں کے پالنے والے کی۔ مَلِكِ - بادشاہ - النَّاسِ - لوگ۔ مَلِكِ النَّاسِ ② لوگوں کے بادشاہ کی۔ اِلٰهِ - معبود، وہ ذات جس کی عبادت کی جائے۔ النَّاسِ - لوگ۔ اِلٰهِ النَّاسِ ③ لوگوں کے معبود کی۔ مِنْ - سے شَرِّ - برائی - مِنْ شَرِّ - برائی سے۔ الْوَسْوَاسِ - بے فائدہ خیال برے خیال ڈالنا۔ الْخَنَّاسِ - چھپ جانے پیچھے ہٹ جانے والا۔ (شیطان) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ④ برے خیال ڈالنے (کے بعد) پیچھے ہٹ جانے والے (شیطان) کی برائی سے۔ الَّذِيْ - جو - يُوَسْوِسُ - وسوسہ (برے خیال) ڈالتا ہے۔ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ - جو برے خیال ڈالتا ہے۔ فِيْ - میں - صُدُوْرِ - سینے - دلوں - فِيْ صُدُوْرِ - دلوں میں النَّاسِ - لوگ - فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ - لوگوں کے دلوں میں - الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ⑤ جو برے خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں - مِنْ - سے۔ الْجِنَّةِ - جناتوں - مِنَ الْجِنَّةِ - جناتوں میں سے - وَ - اور - النَّاسِ - لوگ - آدمیوں مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥ (خواہ وہ) جناتوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔

مختصر تفسیر اللہ تعالیٰ نے اس سورے میں اپنے صفاتی تین ناموں رَبِّ ۱ مَلِكِ ۲ اِلٰهِ ۳ سے پناہ طلب کرنے کی تعلیم دینے میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بندے کی زندگی کے بھی دور تین ہوتے ہیں (۱) بچپن (۲) جوانی (۳) بڑھاپا

بندہ بچپن میں صرف اپنے ماں باپ کو پالنے والا دیکھ کر اپنا فریادرس انہی کو سمجھتا ہے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رَبِّ النَّاسِ (لوگوں کو پالنے والا) سے یہ بتلایا کہ میں تو وہ ہوں جو صرف بچوں کو تو کیا سب لوگوں کو پالنے والا ہوں۔ یا یہ کہ جو لوگ بچوں کی طرح یا بچپن کا نہ طور پر اپنا فریادرس ایسے ہی کو سمجھتے ہیں جو اپنا پالنے والا ہو انھیں بتلایا گیا ہے کہ میں پالنے والا بھی ہوں اور نہ بھی سب کا۔ اور جوانی میں بندہ اگرچہ اپنے زورِ بازو سے پلتا ہے مگر خود کو بادشاہ کا محتاج سمجھتا ہے مگر اس لیئے مَلِكِ النَّاسِ (لوگوں کے بادشاہ) کی صفت یہ ظاہر کرنے بیان کی گئی ہے کہ بادشاہت کی وجہ سے اگر کوئی فریادرس قرار پاسکتا ہے تو میں تمہارے بادشاہوں کی طرح چند لوگوں کا بادشاہ نہیں بلکہ میں ہی سب لوگوں کا بادشاہ بھی ہوں۔ اس کے بعد جب انسان زیادہ عمر والا ہوتا ہے تو اپنے تجربے سے اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ماں باپ ہوں یا بادشاہ سب کے سب ایسے کے محتاج ہیں جسے معبود کہا جاتا ہے تو اس طرح کے لوگوں کے لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تیسری صفت اِلٰهِ النَّاسِ (لوگوں کے معبود) کو بیان فرما کر یہ بتلا دیا کہ لوگوں کا معبودِ حقیقی بھی تنہا میں ہی ہوں اس لیئے ہر دور میں اور ہر حال میں مجھ سے ہی التجا کرنی چاہیئے۔ اسی لیئے یہ کہا گیا ہے کہ پہلے "ناس" سے مراد بچے ہیں دوسرے "ناس" سے مراد جوان اور تیسرے "ناس" سے مراد بوڑھے ہیں۔ اور چونکہ شیطان ہی اکثر نیکوں کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ (جو کہ برے خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں) کے "ناس" سے نیک لوگ مراد ہیں اور سب سے آخر میں پانچویں مرتبہ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (وہ وسوسہ ڈالنے والے جنّات میں سے بھی ہوتے ہیں اور آدمیوں میں سے بھی) میں کے "ناس" سے مراد فساد پیدا کرنے والے اور انسان اور شیاطین ہیں۔

بعض محققین نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کی ابتداء "ب" سے ہوئی ہے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ لکھا گیا ہے اور انتہاء "س" کے حرف پر۔ جو اس بات کی طرف گویا اشارہ ہے کہ انسانوں کے لیئے قرآنِ مجید "بس" ہے۔ اِسی مفہوم کو حکیم سنائی نے نظم کردیا ہے۔ کہتے ہیں ؎

اوّل و آخر قرآن زچہ با آمد و سین
یعنی اندر رہِ دین رہبر تو قرآن بس

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

بمقام: حامیہ منزل۔ پنجہ شاہ
حیدرآباد دکن ۲ (اے پی)

خادم قوم
محمد جلال الدین حسامی کامل حیدرآبادی غفرلہ

حلِ لُغات

اَ	کیا	اِھْدِ	بتلا	اِمْرَاَۃٌ	عورت
اَصْحٰب	صاحب کی جمع۔ والے	اَلَّذِیْ	جو	اَحَدٌ	ایک۔ اکیلا
اَبَابِیْل	جوق جوق۔ غول میں۔ مشہور چڑیاں اس کا واحد قیاسی ہے جو مستعمل نہیں۔	اَنْعَمْتَ	انعام کیا تم نے	اَعُوْذُ	میں پناہ لیتا ہوں
اِسْم	نام	اَلَّذِیْنَ	بدلہ	اِلٰہٌ	جس کی عبادت کی جائے
اَلْ	سب	اِلْف	الفت دینا	بِ	ساتھ
اِیَّاکَ	تیری	اَطْعَمَ	کھلایا	تَضْلِیْلٌ	غلط اور بیکار کردینا
		اِنَّا	بے شک ہم	تَوَّابٌ	بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا
		اِنْحَرْ	قربانی کر	تَبَّتْ	ہلاک ہوگئے
		اَبْتَرْ	نسل کٹا ہوا	جِیْدٌ	گردن
		اِذَا	جب	جُوْعٌ	بھوک
		اَغْنٰی	کام آیا		

حمد	تعریف	عقد	عقدہ کی جمع گرہیں	مغضوب	جن پر غضب کیا گیا
حجارۃ	پتھر			ما	نہیں۔ جو
حطب	جلانے کی لکڑی	علمین	بہت سے عالم	ما خلق	مخلوق
حبل	رسی	علیہم	ان سب پر	مسد	مونجھ کی چھال کی رسی
خناس	پیچھے ہٹ جانیوالا	غاسق	اندھیرا	ملک	بادشاہ
	شیطان	غیر	نہ	نفثت	پھونکنے والیاں
ذات	صاحب۔ والا	فیل	ہاتھی	نعبد	ہم عبادت کرتے ہیں
رحلۃ	سفر	فلق	صبح	نستعین	ہم مدد چاہتے ہیں
رب	پالنے والا	کیف	کیسا		
رحمن	بہت مہربان	لک	تیرا مانند	نا	ہم
رحیم	نہایت رحم کرنیوالا	کید	مکر۔ چال	ویل	خرابی دوزخ کے
رأیت	دیکھا تونے	کسب	کمایا		ایک طبقے کا نام
س	قریب میں	کفوا	برابر کا۔ جوڑ والا		
ساہون	غفلت کرنیوالے	لہب	شعلہ	و	اور
سجیل	سخت مٹی کے کنکر	لم یلد	نہیں جنا	وقب	وہ چھا گیا
شتاء	جاڑوں کا موسم		اولاد نہیں۔	وسواس	بے فائدہ وسوسے ڈالنے والا
شانئ	دشمن	لم یولد	نہیں جنا گیا۔ وہ نہیں	یوم	دن
صیف	گرمی کا موسم	لا	نہیں		
صراط	راستہ	ل	واسطے	یدع	دھکے دیتا ہے
صمد	بے نیاز	مستقیم	سیدھی	یحض	ترغیب دیتا ہے
صدور	صدر کی جمع۔ سینے			یوسوس	برے خیال ڈالتا ہے
ضالین	گمراہ لوگ	ملک	مالک	یراؤن	ریاکاری کرتے ہیں
طیر	اڑتے جانور	مأکول	کھایا ہوا	یمنعون	منع کرتے ہیں
عصف	گھانس	ماعون	برتنے کی چیزیں	یصلی	داخل ہوگا

نوٹ:۔ اسی تفسیر کا پارہ الم نمبر ۱ - دفتر سہ روزہ اطلاع حسامیہ منزل پنجہ شاہ حیدرآباد سے ضرور منگوایئے سہ رنگ (قیمت بالکل)

مولانائے موصوف
کی موجودہ تصانیف مطبوعہ

تفسیر جلالی سورہ فاتحہ کی مکمل تفسیر جدید طرز پر سوالاً جواباً اسرار و نکات کا بہترین مجموعہ۔ صفحات (۱۱۶) ⅛ رائل سائز، کاغذ کتابت طباعت عمدہ ہدیہ دو روپے

علم افزا - جلد اول - عام معلومات کا مع حوالہ بے بہا خزانہ - مذاق کے [illegible] مستفید ہو سکتے ہیں
صفحات (۱۲۸) 1/16 رائل، کاغذ کتابت طباعت عمدہ ہدیہ دو روپے

رہبر شادی دولہا دلہن کی زندگی کو خوشگوار بنانے والی کتاب ہے جس میں ضروری حنفی مسائل نکاح اور خطبہ نکاح کے علاوہ مروجہ شادیوں پر اصلاحی تبصرہ اور اسی میں محفل عقد کی تقریر پُر تاثیر اور کلیدی نصیحتوں کا بہترین تحفہ ہے۔ جو پڑھے ضرور پسند کرے اسلئے ہر مرد و عورت ضرور پڑھے ہر محفل عقد میں سنانے اور تحفہ دینے کے قابل ہے 1/16 کراؤن صفحات (۴۸) کاغذ کتابت طباعت عمدہ، قیمت صرف پچاس پیسے

جواز فاتحہ آیات قرآنی، صحاح ستہ اور مستند اصول سے فاتحہ کے خلاف بے بنیاد اعتراضات کا تشفی بخش جواب 1/16 کراؤن صفحات (۴۰) قیمت [illegible]

مائیکرو فونی نماز موجودہ سائنسدانوں کی تحقیقات کی روشنی میں قرآن و حدیث سے فقہی مستند اصولوں پر لاؤڈ اسپیکر سے نمازوں کے ادا ہونے کی بحث حاصل [illegible] کی گئی ہے 1/16 کراؤن صفحات (۴۸) کتابت طباعت کاغذ عمدہ اور اسی ایک مسئلے پر چار سوالات [illegible] قیمت ۵۵ = ۳

(باقی تصانیف زیر طبع ہیں)

بیرونی خریدار حضرات کتب منگوانے کے ساتھ ذیل کے پتہ پر پیشگی نصف قیمت منی آرڈر فرمائیں

آج ہی طلب کیجئے ملنے کے پتے حسب ذیل ہیں

دفتر [illegible] منزل پنجہ شاہ [illegible]

حسامی [illegible] مسعود [illegible] چار مینار حیدرآباد

[illegible] معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد